ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

30 نومبر تا 6 دسمبر 2006ء

اشاعتِ خصوصی بحوالہ

تحفظ حقوق نسواں بل

اس شمارے میں

تحفظِ حقوق نسواں بل

تحفظِ حقوق نسواں بل (مکمل متن)

تحفظ نسواں بل
یا نظریات کا تصادم

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟
ایک مطالعہ

قابلِ احترام جرم

تحفظ نسواں بل:
قرآن وسنت کی عدالت میں

تحفظ نسواں بل
ایک نظر میں

ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا

''قرآن کریم' سنت نبویہ علی صاحبہا السلام اور خلفائے راشدین کے فیصلوں سے یہ بات کسی شبے کے بغیر ثابت ہے کہ زنا کی حد جس طرح رضامندی کی صورت میں لازم ہے' اسی طرح زنا بالجبر کی صورت میں بھی لازم ہے اور یہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد (شرعی سزا) مقرر کی ہے' وہ صرف رضامندی کی صورت میں لاگو ہوتی ہے' جبر کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ پھر کس وجہ سے زنا بالجبر کی شرعی سزا کو ختم کرنے پر اتنا اصرار کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ دراصل ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا ہے جو حدود آرڈیننس کے نفاذ کے وقت سے بعض حلقے کرتے چلے آرہے ہیں' پروپیگنڈا یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کوئی مظلوم عورت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اُس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زنا بالجبر پر چار گواہ پیش کرے' اور جب وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتی تو اُلٹا اُسی کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جو عرصۂ دراز سے بے تکان دہرائی جا رہی ہے' اور اس شدت کے ساتھ دہرائی جا رہی ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اسے سچ سمجھنے لگے ہیں' اور یہی وہ بات ہے جسے صدر مملکت نے بھی اپنی نشری تقریر میں اس بل کی واحد وجہ جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔

جب کوئی بات پروپیگنڈے کے زور پر گلی گلی اتنی مشہور کر دی جائے کہ وہ بچے بچے کی زبان پر ہو تو اس کے خلاف کوئی بات کہنے والا عام نظروں میں دیوانہ معلوم ہوتا ہے' لیکن جو حضرات انصاف کے ساتھ مسائل کا جائزہ لینا چاہتے ہیں' میں انہیں دلسوزی کے ساتھ دعوت دیتا ہوں کہ وہ براہِ کرم پروپیگنڈے سے ہٹ کر میری آئندہ معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں خود پہلے وفاقی شریعت عدالت کے جج کی حیثیت سے اور پھر سترہ سال تک سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ کے رکن کی حیثیت سے حدود آرڈیننس کے تحت درج ہونے والے مقدمات کی براہِ راست سماعت کرتا رہا ہوں۔ اتنے طویل عرصے میں میرے علم میں کوئی ایک مقدمہ بھی ایسا نہیں آیا جس میں زنا بالجبر کی کسی مظلومہ کو اس بنا پر سزا دی گئی ہو کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکی' اور حدود آرڈی نینس کے تحت ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت چار گواہوں یا ملزم کے اقرار کی شرط صرف زنا بالجبر موجب حد کے لئے تھی' لیکن اسی کے ساتھ دفعہ 10 (3) زنا بالجبر موجب تعزیر کے لئے رکھی گئی تھی جس میں چار گواہوں کی شرط نہیں تھی' بلکہ اس میں جرم کا ثبوت کسی ایک گواہ' طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیہ کار کی رپورٹ سے بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ زنا بالجبر کے بیشتر مجرم اسی دفعہ کے تحت ہمیشہ سزایاب ہوتے رہے ہیں......''

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟

جسٹس (ر) مولانا محمد تقی عثمانی کے مضمون سے ایک اقتباس

الھدیٰ (256)

سورۃ المائدہ

(آیات:27 تا30)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾﴾

"اور (اے محمد ﷺ) اُن کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے (اللہ کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اُس نے کہا کہ اللہ پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔ اور اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا۔ مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تُو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی۔ پھر (زمرۂ) اہل دوزخ میں ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ مگر اُس کے نفس نے اُس کے بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی' تو اُس نے اُسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔"

یہاں قتل ناحق' چوری' ڈاکے جیسے جرائم کی برائی کے سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا' اے نبی ﷺ ان کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ حق کے ساتھ سنایئے' جبکہ ان دونوں نے قربانی پیش کی۔ ایک کا نام ہابیل تھا جو بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔ دوسرے کا نام قابیل تھا جو کاشتکاری کرتا تھا۔ ہابیل نے قربانی میں اپنے جانور پیش کئے جبکہ قابیل نے اناج نذر کیا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی مگر قابیل کی نامقبول۔ اُس وقت قبولیت کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے ایک شعلہ نیچے اترتا تھا اور وہ قربانی کی چیز کو جلا کر بھسم کر دیتا تھا اس کا مطلب یہ ہوتا تھا۔ کہ گویا اس چیز نے شرف قبولیت پایا۔ پس دونوں میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے (یعنی قابیل) کی قبول نہیں کی گئی۔

قابیل نے' جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی' اپنے بھائی ہابیل سے کہا میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ یہ دراصل اُس کے حسد کا نتیجہ تھا۔ جواب میں بھائی ہابیل نے کہا' اگر تیری قربانی اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ صرف پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اب اگر تُو جذباتِ حسد سے مغلوب ہو کر مجھ پر ہاتھ اٹھائے گا تا کہ مجھے قتل کر دے' تب بھی میں اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا کہ تمہیں قتل کر دوں۔ یعنی یہ آپ کی طرف سے یکطرفہ قتل ہو گا۔ کیونکہ مجھے تو جہانوں کے پروردگار کا خوف دامن گیر ہے۔ اور پھر میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے قتل کر ہی دیں اور یہ انتہائی قدم اٹھالیں تو آپ اپنے گناہ کا بوجھ بھی اپنے سر لیں اور میرے گناہ کا بوجھ بھی اٹھائیں۔ اگر آپ مجھے ناحق قتل کر دیں گے تو میرے تمام گناہوں کا وبال بھی آپ کے سر ہو گا۔ اس طرح میرے لئے تو یہ کوئی نقصان والی بات نہیں' البتہ اس جرم کی وجہ سے آپ جہنمی ہو جائیں گے۔ اور ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

اب قابیل کو اُس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر ہی لیا۔ یعنی اُس کے دل میں حق و باطل کی کشمکش ہوتی رہی۔ نیکی اور بدی کا تصور ابھرتا رہا' بھائی کا تعلق اور اس کی باتیں متاثر کرتی رہیں' مگر آخرکار نفس کی شیطنت اُس پر غالب آئی اور وہ بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا اور اُسے قتل کر ہی دیا' اور اس طرح تباہ ہونے والوں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ ہابیل کا قتل نسل انسانی میں پہلا خون تھا۔

فرمانِ نبویؐ

غصہ سے ممانعت

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ' اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : اَوْصِنِیْ ' قَالَ :

((لَا تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا' قَالَ :((لَا تَغْضَبْ)) (رواہ البخاری)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: آپؐ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا:

"غصہ نہ کیا کرو' اس نے بار بار اپنا سوال دہرایا تو آپؐ نے بھی ہر بار یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کرو۔"

اداریہ
حافظ عاکف سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''تحفظِ حقوقِ نسواں بل''

قومی اسمبلی اور سینٹ سے ''تحفظِ حقوقِ نسواں بل'' حکومتی پارٹی اور پیپلز پارٹی کے تعاون باہمی کے نتیجے میں کثرتِ رائے سے منظور ہو گیا ہے۔ جس پر ہم تو ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ہی کہیں گے' بل منظور کرنے والے اگرچہ خوشی کے شادیانے بجانے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے میں مصروف ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ گزشتہ ماہ پاکستان کے تمام معروف دینی و مذہبی مکاتبِ فکر کے نمایاں علماء نے' جن میں بریلوی' دیوبندی' اہلِ حدیث اور شیعہ علماء شامل تھے' حکمران جماعت اور تمام ارکان پارلیمنٹ کے نام اخبار کے نصف صفحے پر محیط جو ایک دل سوز اپیل شائع کی تھی کہ ''اللہ کے غضب اور عذاب کو دعوت مت دو'' اسے ہماری حکمران لیگ نے جس طرح نظر انداز کیا ہے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس نام نہاد تحفظِ حقوقِ نسواں بل کو قرآن و سنت کے عین مطابق قرار دینے کا دعویٰ کیا ہے' یہ صریحاً اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اعاذنا اللہ من ذٰلك!

جہاں تک اس بحث کا تعلق ہے کہ یہ بل قرآن و سنت کے مطابق ہے یا متصادم' اس کا اصل فیصلہ تو دلائل و براہین کی بنیاد پر ہوگا' اور بحمد اللہ ہم نے زیرِ نظر شمارے میں اس نام نہاد تحفظِ حقوقِ نسواں بل کے مکمل متن کے ساتھ ساتھ ایسے متعدد تجزیاتی مضامین شائع کیے ہیں جو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دینے کے لیے کافی ہیں ___ تاہم ہمارے نزدیک یہ دو شواہد بھی کم از کم ہمارے جیسے عامی شخص کے اطمینان کے لیے بہت کافی تھے کہ:

1) ملک کے تمام معروف دینی و مذہبی مکاتبِ فکر کے علماء اسے بیک آواز قرآن و سنت کے صریحاً خلاف قرار دے رہے ہیں۔ (یہ بات اب انہوں نے دلائل سے بھی ثابت کر دی ہے کہ یہ بل نہ تو مطابق قرآن و سنت ہے اور نہ ہی حقوقِ نسواں کے تحفظ کا ضامن' بلکہ فی الاصل یہ قرآن و سنت کے صریحاً خلاف اور خواتین کی عزت و ناموس کا محافظ نہیں بلکہ ان کی عفت و عصمت پر حملہ کرنے والے بدقماش لوگوں کے تحفظ کو یقینی بنانے والا بل ہے) اور ظاہر بات ہے کہ قرآن و سنت کی تشریح کا حق انہی کا تسلیم کیا جائے گا جو دینِ متین کا گہرا علم رکھنے والے اور علومِ نبوت کے وارثین ہیں۔ اور یہ مقام صرف انہی علماء کرام کا ہے جو اسلاف کی روایات کے امین ہیں اور جنہیں تمام معروف مکاتبِ فکر کے مسلمان اپنا نمائندہ تسلیم کرتے ہیں۔ صدر پرویز مشرف ہوں یا وزیرِ اعظم شوکت عزیز' ان کا شمار ان جہلاء میں ہوتا ہے جو دین اور دینی علوم سے قطعی نابلد ہیں۔

2) اس بل کی منظوری پر امریکہ نے پاکستانی حکومت کو شاباش دی ہے اور پیٹھ ٹھونکی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہود و نصاریٰ اسلام کو مٹانے اور اسلام کی جڑیں کھودنے کے درپے ہیں اور وہ شیطانی تہذیب جسے انہوں نے اپنے ہاں رواج دیا ہے' اسے پوری دنیا میں رائج کرنا ان کا ایجنڈا ہے اور اسی ایجنڈے کی تکمیل وہ آج اپنے ''وائسرائے'' کے ذریعے کرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہ بل ان کے ایجنڈے کی تکمیل میں ان کے نقطۂ نگاہ سے مفید و معاون ہے' تبھی ان کی طرف سے شاباش مل رہی ہے۔

بہر کیف' اس معاملے کی نزاکت اور اہمیت کے پیشِ نظر دشمنانِ دین کی سازش کو بے نقاب کرنے کی غرض سے' اللہ کی تائید و توفیق سے ہم نے یہ خصوصی نمبر مرتب کیا ہے تاکہ وہ تمام لوگ جو بات کو سمجھنا اور حقیقت کو جاننا چاہتے ہوں وہ علمی طور پر اس معاملے سے آگاہ ہو سکیں اور پھر مل جل کر دشمنانِ اسلام کے ایجنڈے کو ناکام بنانے کے لیے سرگرمِ عمل ہو سکیں۔ اللھم وفقنا لھذا○○

''تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر''

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 43
30 نومبر تا 6 دسمبر 2006ء
6 تا 14 ذوالقعدہ 1427ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیرِ مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلسِ ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیمِ اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔ 54000
فون: 6316638 - 6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا .... (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تحفظ حقوق نسواں بل

(مکمل متن)

قومی اسمبلی سے منظور کردہ صورت میں مجموعۂ تعزیرات پاکستان مجموعۂ ضابطۂ فوجداری اور دیگر قوانین میں ترامیم کا بل

چونکہ یہ ضروری ہے کہ قانون کے غلط اور بے جا استعمال کے خلاف خواتین کی دادرسی کی جائے اور تحفظ فراہم کیا جائے اور ان کے استحصال کو روکا جائے۔

اور چونکہ دستور کا آرٹیکل 14 اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ شرف انسانی اور قانون کے تابع، گھر کی خلوت قابل حرمت ہوگی۔

اور چونکہ دستور کا آرٹیکل 25 اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ محض جنس کی بناء پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ ریاست خواتین کے تحفظ کے لیے تصریحات وضع کرے گی۔

اور چونکہ دستور کا آرٹیکل 37 سماجی انصاف کو فروغ دینے اور سماجی برائیوں کا خاتمہ کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

اور چونکہ اس بل کا مقصد ایسے قوانین لانا ہے جو زنا اور بالخصوص قذف سے متعلق ہوں، بالخصوص دستور کے بیان کردہ مقاصد اور اسلامی احکام سے مطابقت رکھتے ہوں۔

اور چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ مذکورہ بالا اغراض کے لیے مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860ء، (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) مجموعہ ضابطۂ فوجداری، 1898ء، (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء) قانون انفساخ ازدواج مسلمانان، 1939ء، (نمبر 8 بابت 1939ء) زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس، 1979ء، (نمبر 7 مجریہ 1979ء) اور قذف کا جرم (حد کا نفاذ) آرڈیننس 1979ء میں اور بعد ازیں ظاہر ہونے والی اغراض کے لیے مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1- مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

1) یہ ایکٹ خواتین کا تحفظ (فوج داری قانون ترمیمی) ایکٹ، 2006ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2- ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں، جس کا حوالہ بعد ازاں ''مجموعہ قانون'' کے طور پر دیا گیا ہے، دفعہ 365۔الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ شامل کر دی جائے گی، یعنی......

''365 ب۔'' عورت کو نکاح وغیرہ پر مجبور کرنے کے لیے اغوا کرنا' لے بھاگنا یا ترغیب دینا

جو کوئی بھی کسی عورت کو اس ارادے سے کہ اسے مجبور کیا جائے، یا یہ جانتے ہوئے کہ اسے مجبور کرنے کا احتمال ہے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی شخص سے نکاح کرے یا اس غرض کہ ناجائز جماع پر مجبور کی جائے یا پھسلائی جائے یا اس امر کے احتمال کے علم سے کہ اسے ناجائز جماع پر مجبور کر لیا جائے گا یا پھسلا لیا جائے گا، لے بھاگے یا اغواء کرلے تو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا اور جو کوئی بھی اس مجموعہ قانون میں تعریف کردہ تخویف مجرمانہ کے ذریعے یا اختیار کے بے جا استعمال یا جبر کے کسی دوسرے طریقے کے ذریعے، کسی عورت کو کسی جگہ سے جانے کے لیے اس ارادے سے یا یہ جانتے ہوئے ترغیب دے کہ اس امر کا احتمال ہے کہ اسے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ناجائز جماع پر مجبور کیا جائے گا یا پھسلا لیا جائے گا تو وہ بھی مذکورہ بالا طور پر قابل سزا ہوگا۔''

3- ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

مذکورہ مجموعہ قانون میں، دفعہ 367 کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ شامل کر دی جائے گی، یعنی......

''367۔الف'' کسی شخص کو غیر فطری خواہش نفسانی کا نشانہ بنانے کی غرض سے اغوا کرنا یا لے بھاگنا

جو کوئی بھی کسی شخص کو اس غرض سے کہ مذکورہ شخص کو کسی شخص کی غیر فطری خواہش نفسانی کا نشانہ بنایا جائے یا اس طرح ٹھکانے لگایا جائے کہ وہ کسی شخص کی غیر فطری خواہش نفسانی کا نشانہ بننے کے خطرے میں پڑ جائے یا اس امر کے احتمال کے علم کے ساتھ کہ مذکورہ شخص کو بایں طور نشانہ بنایا جائے گا یا ٹھکانے لگایا جائے گا' لے بھاگے یا اغوا کرے تو اسے موت یا پچیس سال تک کی مدت کے لیے قید سخت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔''

4- ایکٹ نمبر 45 یا بابت 1860ء میں نئی دفعات کی شمولیت

مذکورہ مجموعہ قانون میں، دفعہ 371 کے بعد، حسب ذیل نئی دفعات شامل کر دی جائیں گی، یعنی......

''371۔الف۔'' کسی شخص کو عصمت فروشی وغیرہ کی اغراض کے لیے فروخت کرنا

جو کوئی بھی کسی شخص کو اس نیت سے کہ مذکورہ شخص کسی بھی وقت عصمت فروشی یا کسی شخص کے ساتھ ناجائز جماع کی غرض سے یا کسی ناجائز اور غیر اخلاقی مقصد کے لیے کام میں لگایا جائے گا یا استعمال کیا جائے گا یا اس امر کے احتمال کا علم رکھتے ہوئے کہ مذکورہ شخص کو کسی بھی وقت مذکورہ غرض کے لیے کام میں لگایا جائے یا استعمال کیا جائے گا، فروخت کرے، اجرت پر چلائے یا بصورت دیگر حوالے کرے تو اسے پچیس سال تک کی مدت کے لیے سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔''

تشریحات

(الف) جب کوئی عورت کسی طوائف یا کسی شخص کو جو کسی چکلے کا مالک یا منتظم ہو، فروخت کی جائے اجرت پر دی جائے یا بصورت دیگر حوالے کی جائے تو مذکورہ عورت کو بایں طور حوالے کرنے والے شخص کے متعلق تاوقتیکہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے یہ تصور کیا

جائے گا کہ اس نے اسے اس نیت سے حوالے کیا تھا کہ اسے عصمت فروشی کے مقصد کے لیے استعمال کیا جائے۔

(ب) دفعہ ہذا اور دفعہ 371۔ب کی اغراض کے لیے "ناجائز جماع" سے ایسے اشخاص کے مابین جماع مراد ہے جو رشتہ نکاح میں منسلک نہ ہوں۔

"371۔ب" کسی شخص کو عصمت فروشی وغیرہ کی اغراض سے خریدنا

جو کوئی بھی کسی شخص کو اس نیت سے کہ مذکورہ شخص کسی بھی وقت عصمت فروشی کے لیے یا کسی شخص کے ساتھ ناجائز جماع کے لیے یا کسی ناجائز اور غیر اخلاقی مقصد کے لیے کام میں لگایا جائے یا استعمال کیا جائے گا یا اس امر کے احتمال کا علم رکھتے ہوئے کہ مذکورہ شخص کسی بھی وقت کسی مذکورہ مقصد کے لیے کام میں لگایا جائے گا یا استعمال کیا جائے گا، خریدے، اجرت پر رکھے یا بصورت دیگر اس کا قبضہ حاصل کرے تو اسے پچیس سال تک کی مدت کے لیے سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

تشریح

کوئی طوائف یا کوئی شخص جو کسی چکلے کا مالک یا منتظم ہو کسی عورت کو، خریدے، اجرت پر رکھے یا بصورت دیگر اس کا قبضہ حاصل کرے تو تاوقتیکہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے یہ تصور کیا جائے گا کہ اس عورت پر اس نیت سے قبضہ کیا گیا تھا کہ اسے عصمت فروشی کے مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

5- ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

مذکورہ مجموعہ قانون میں، دفعہ 374 کے بعد، ذیلی عنوان "زنا بالجبر" کے تحت حسب ذیل نئی دفعات 375 اور 376 شامل کر دی جائیں گی، یعنی:

"375۔" زنا بالجبر

کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا جو ماسوائے ان مقدمات کے جو بعد ازاں مستثنیٰ ہوں، کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات میں سے کسی میں جماع کرے۔۔۔

(اول) اس کی مرضی کے خلاف

(دوم) اس کی رضامندی کے بغیر

(سوم) اس کی رضامندی سے، جب کہ رضامندی اس کو ہلاک یا ضرر کا خوف دلا کر حاصل کی گئی ہو۔

(چہارم) اس کی مرضی سے، جب کہ مرد جانتا ہو کہ وہ اس کے ساتھ نکاح میں نہیں ہے اور یہ کہ رضامندی کا اظہار اس وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ وہ یہ باور کرتی ہے کہ مرد وہ دوسرا شخص ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے یا وہ باور کرتا ہے یا کرتی ہے۔ یا

(پنجم) اس کی رضامندی سے یا اس کے بغیر جب کہ وہ سولہ سال سے کم عمر کی ہو۔

تشریح

"زنا بالجبر" کے جرم کے لیے مطلوبہ جماع کے تعین کے لیے دخول کافی ہے۔"

"376۔" زنا بالجبر کے لیے سزا

1) جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے اسے سزائے موت یا کسی ایک قسم کی سزائے قید جو کم سے کم 10 سال یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک ہو سکتی ہے' دی جائے گی اور جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

2) جب زنا بالجبر کا ارتکاب دو یا زیادہ اشخاص نے بہ تائید باہمی رضامندی سے کیا ہو تو، ان میں سے ہر ایک شخص کو سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی۔

6- ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

مذکورہ مجموعہ قانون میں، باب بیس میں، حسب ذیل نئی دفعہ شامل کر دی جائے گی، یعنی۔۔۔

"493۔الف۔" کسی شخص کا فریب سے جائز نکاح کا یقین دلا کر ہم بستری کرنا

ہر وہ شخص جو فریب سے کسی عورت کو جس سے جائز طریق پر اس نے نکاح نہ کیا ہو، یہ باور کرائے کہ اس نے اس عورت سے جائز طور پر نکاح کیا ہے اور اسے اس یقین کے ساتھ اپنے ساتھ ہم بستری پر آمادہ کرے تو اسے پچیس سال تک کی مدت کے لیے قید سخت دی جائے گی اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

7- ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

مذکورہ مجموعہ قانون میں، دفعہ 496 کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ شامل کر دی جائے گی، یعنی۔۔۔

"496۔الف" کسی عورت کو مجرمانہ نیت سے ورغلانا یا نکال کر لے جانا یا روک رکھنا

جو کوئی بھی کسی عورت کو اس نیت سے نکال کر لے جائے یا ورغلا کر لے جائے کہ وہ کسی شخص کے ساتھ ناجائز جماع کرے یا کسی عورت کو مذکورہ نیت سے چھپائے یا روک رکھے تو اسے سات سال تک کی مدت کے لیے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

"496۔ب" زنا

غیر منکوحہ مرد اور عورت اگر رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کریں تو وہ زنا کے مرتکب ہوں گے۔

"496۔ج" زنا کے جھوٹے الزام کی سزا

جو کوئی بھی شخص کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا لائے یا گواہی دیتا ہو' وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ 10 ہزار روپے کا جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ بشرطیکہ عدالت کا پریذائیڈنگ آفیسر مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء کے دفعہ 203 ج کے شکایت خارج کرنے اور ملزم کو اپنا اظہار وجوہ بیان کرنے کا موقع فراہم کرنے کے بعد اگر وہ مطمئن ہوں کہ اس دفعہ کے تحت جرم کیا گیا ہے، اور مزید ثبوت کی ضرورت نہیں ہوگی، اور فی الفور فیصلہ سنانے کے لیے کارروائی عمل میں لائے گا۔"

8- ایکٹ نمبر 5 باب 1898ء میں نئی دفعہ کی شمولیت

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ 1898ء) میں دفعہ 203 کے بعد حسب ذیل نئی دفعات شامل کر دی جائیں گی، یعنی۔۔۔

"203۔الف" زنا کی صورت میں نالش

1) کوئی عدالت زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس، 1979ء (نمبر 7 مجریہ 1979ء) دفعہ 5 کے تحت کسی جرم کی سماعت نہیں کرے گی' ماسوائے اس نالش کے جو کسی اختیار سماعت رکھنے والی مجاز عدالت میں دائر کی جائے۔

2) کسی نالش پر جرم کا اختیار سماعت رکھنے والی عدالت کا افسر صدارت کنندہ فوری طور پر مستغیث اور جرم کے لیے ضروری دخول کے فعل کے کم از کم چار چشم دید بالغ مسلمان مرد گواہوں جن کے بارے میں عدالت تزکیہ الشہود کی مقتضیات کے ضمن میں مطمئن ہو کہ وہ سچے افراد ہیں اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرنے والے ہیں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔

"مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہے تو چشم دید گواہ غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔"

وضاحت

دفعہ ہذا میں "تزکیہ الشہود" سے مراد کسی گواہ کی ساکھ کے بارے میں تسلی کے لیے عدالت کی جانب سے اختیار کردہ تحقیقات کا طریقہ کار ہے۔

3) مستغیث اور گواہوں کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے مواد کو تحریر تک محدود کر

دیا جائے گا اور اس پر مستغیث اور گواہوں کے، جیسی بھی صورت ہو، اور عدالت کے افسر صدارت کنندہ کے بھی دستخط ہوں گے۔

4) اگر عدالت کے افسر صدارت کنندہ کی یہ رائے ہو کہ کارروائی کے لیے کافی وجہ موجود ہے تو عدالت ملزم کی اصالتاً حاضری کے لیے سمن جاری کرے گی۔

5) کسی عدالت کا افسر صدارت کنندہ جس کے روبرو نالش دائر کی گئی ہو یا جس کو یہ منتقل کی گئی ہو، اگر وہ مستغیث اور گواہوں کے حلفیہ بیانات کے بعد، یہ فیصلہ دے کہ کارروائی کے لیے کافی وجہ موجود نہیں ہے، نالش کو خارج کر سکے گا اور ایسی صورت میں وہ اس کی وجوہات قلمبند کرے گا۔

203۔ب قذف کی صورت میں نالش

1) جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (8 بابت، 1979ء) کی دفعہ 6 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کوئی عدالت، ماسوائے مجاز اختیار کی حامل کی کسی عدالت میں درج کرائی گئی کسی نالش کی، مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 7 کے تحت کوئی عدالت کسی جرم کی سماعت نہیں کرے گی۔"

2) کسی نالش پر جرم کی اختیار سماعت رکھنے والی عدالت کا پریذائیڈنگ افسر مستغیث اور جرم کے لیے ضروری قذف کے فعل کے گواہوں، جن کا جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (نمبر 8 مجریہ، 1979ء) کی دفعہ 6 میں ذکر کیا گیا ہے، کے حلف پر فوری طور پر جانچ پڑتال کرے گا۔

3) مستغیث کی جانچ پڑتال کے مواد کو تحریر تک محدود کر دیا جائے گا اور اس پر مستغیث اور گواہوں کے، جیسی بھی، صورت ہو، اور افسر صدارت کنندہ کے بھی دستخط ہوں گے۔

4) اگر کسی عدالت کے افسر صدارت کنندہ کی یہ رائے ہو کہ، کارروائی کے لیے کافی وجہ موجود ہے تو عدالت ملزم کی اصالتاً حاضری کے لیے سمن جاری کرے گی۔

5) کسی عدالت کا افسر صدارت کنندہ جس کے روبرو نالش دائر کی گئی ہو یا جس کو یہ منتقل کی گئی ہو، اگر مستغیث کے حلفیہ بیانات پر غور کرنے کے بعد، یہ فیصلہ دے کہ کارروائی کے لیے کافی وجہ موجود نہیں ہے، تو نالش کو خارج کر سکے گا اور ایسی صورت میں وہ اس کی وجوہات قلمبند کرے گا۔"

203۔ج زنا کی شکایت

1) کوئی عدالت تعزیرات پاکستان کے دفعہ 496ب کے تحت جرم پر کارروائی نہیں کرے گا ماسوائے مجاز عدالت کے دائرہ میں درج شدہ شکایت پر۔

2) کارروائی کرنے والی عدالت کا پریذائیڈنگ آفسر شکایت کے حلف نامے پر جائزہ لے گا اور زنا کی کارروائی کے لیے کم از کم دو گواہوں کا ہونا۔

3) جائزہ کی کارروائی شکایت کنندہ اور گواہوں کی تحریری صورت میں لائی جائے گی اور شکایت کنندہ اور گواہوں کے دستخط ہوں گے جو بھی صورت ہو، اور عدالت کے پریذائیڈنگ آفسر کے بھی دستخط ہوں گے۔

4) اگر عدالت کے پریذائیڈنگ آفسر کی رائے میں کارروائی کے لیے کافی وجوہات موجود ہوں تو عدالت ملزم کو بذات خود حاضر ہونے کے لیے سمن جاری کرے گا۔

"بشرطیکہ۔ عدالت کے پریذائیڈنگ آفیسر کو ملزم سے کسی سیکیورٹی ماسوائے پرسنل بانڈ بغیر ضمانت کے فراہم کئے عدالت میں مزید کارروائی کے لیے حاضری کو یقینی بنائے۔"

5) عدالت کے پریذائیڈنگ آفیسر جس کے پاس شکایت کی گئی ہے یا منتقل کی گئی ہے، شکایت کو خارج کرنے، اگر حلف نامے پر تحریری شکایت اور گواہوں کے بیانات پر غور و خوض کے بعد اس کی رائے میں کارروائی کے لیے کافی وجوہات موجود نہیں ہے اور اس طرح کے کیس میں اس طرح کرنے کے لیے وہ اپنا وجوہ ریکارڈ کرائے گا۔

6) باوجودیکہ ختم کی گئی دفعات یا فی الوقت نافذ العمل کسی قانون میں شامل کسی امر کسی شخص کے خلاف کی گئی شکایت پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی، یعنی جو جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر ہفتم مجریہ 1979ء) کی دفعہ 5 کے تحت قرار دیا گیا کوئی ملزم اور ایسا شخص جس کے خلاف اس ضابطہ کی دفعہ 203الف کے تحت کی گئی شکایت زیر التواء ہو، یا نمٹا دی گئی ہو یا اسے رہا کر دیا گیا ہو یا کسی بھی ایسے شخص کے خلاف جس کے خلاف زنا کے مقدمے میں شکایت کی گئی ہو یا جو بھی صورت ہے۔

9۔ ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کے، جدول دوم کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء) میں، جدول دوم میں......

(اوّل) کالم۔1 میں دفعہ 365الف اور اس سے متعلقہ کالم۔2 تا 8 کے اندراجات کے بعد، حسب ذیل شامل کر دیئے جائیں گے، یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
365ب	عورت کو اس کے نکاح وغیرہ پر مجبور کرنے کے لیے لے بھاگنا یا اغواء کرنا یا ترغیب دینا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	عمر قید اور جرمانہ	ایضاً

(دوم) کالم۔1 میں دفعہ 367 اور اس سے متعلقہ کالم 2 تا 8 کے اندراجات کے بعد، حسب ذیل شامل کر دیئے جائیں گے، یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
367الف	کسی شخص کو غیر فطری خواہش نفسانی کا نشانہ بنانے کی غرض سے لے بھاگنا یا اغوا کرنا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	سزائے موت یا پچیس سال تک قید سخت اور جرمانہ	ایضاً

(سوم) کالم 1 میں دفعہ 371 اور اس سے متعلقہ کالم 2 تا 8 کے اندراجات کے بعد، حسب ذیل شامل کر دیئے جائیں گے، یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
371الف	کسی شخص کو عصمت فروشی وغیرہ کی اغراض کے لیے فروخت کرنا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پچیس سال تک سزائے قید اور جرمانہ	ایضاً
371ب	کسی شخص کو عصمت فروشی وغیرہ کی اغراض سے خریدنا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پچیس سال تک سزائے قید اور جرمانہ	ایضاً

(چہارم) دفعہ 374 کے بعد زنا بالجبر کا ذیلی عنوان شامل کر دیا جائے گا۔

(پنجم) دفعہ 376 سے متعلق کالم 1 تا 8 میں موجودہ اندراجات کی بجائے حسب ذیل تبدیل کر دیئے جائیں گے، یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
376	زنا بالجبر	بلا وارنٹ گرفتار کر سکے گا	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ناقابل مصالحت	سزائے موت یا کم از کم دس یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک سزائے قید اور جرمانہ سزائے موت یا عمر قید، اگر جرم کا ارتکاب دو یا زیادہ اشخاص نے بہ تائید باہمی سے کیا ہو	سیشن عدالت

(ششم) کالم 1 میں دفعہ 493 اور اس سے متعلقہ کالم 2 تا 8 میں اندراجات کے بعد، حسب ذیل شامل کر دیئے جائیں گے، یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
493الف	کسی شخص کا فریب سے جائز نکاح کا یقین دلا کر ہم بستری کرنا	بغیر وارنٹ گرفتار کر سکے گا	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ناقابل مصالحت	پچیس سال تک قید اور جرمانہ	ایضاً

(ہفتم) دفعہ 494 کے کالم میں، کالم 3 میں لفظ ''ایضا'' کی بجائے الفاظ ''بلاوارنٹ گرفتار نہیں کرے گا'' تبدیل کردیئے جائیں گے۔

(ہشتم) کالم 1 میں دفعہ 596 اور اس سے متعلقہ کالم 2 تا 8 میں اندراجات کے بعد حسب ذیل شامل کردیئے جائیں گے۔ یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
496 الف	کسی عورت کو مجرمانہ نیت سے	بغیر وارنٹ گرفتار کرسکے گا	ایضا	نا قابل ضمانت	ایضا	سات سال تک کے لیے کسی بھی قسم کی سزائے قید اور جرمانہ	سیشن عدالت یا مجسٹریٹ درجہ اوّل؛ اور
496 ب	ورغلانا یا نکال کر لے جانا یا روک رکھنا	وارنٹ کے بغیر گرفتار نہیں کیا جائے گا	سمن	قابل ضمانت	نا قابل مصالحت	زیادہ سے زیادہ 5 سال قید اور 10 ہزار روپے تک جرمانہ	درجہ اوّل کا مجسٹریٹ
496 ج	زنا زنا کا جھوٹا الزام	وارنٹ کے بغیر گرفتار نہیں کیا جائے گا	سمن	قابل ضمانت	نا قابل مصالحت	زیادہ سے زیادہ 5 سال قید اور 10 ہزار روپے تک جرمانہ	درجہ اوّل کا مجسٹریٹ

(نہم) ''دیگر قوانین کے خلاف جرائم'' کے عنوان کے تحت کالم 1 میں آخری اندراج کے بعد اور کالم 2 تا 8 میں اس سے متعلقہ اندراجات کے بعد حسب ذیل شامل کردیئے جائیں گے یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 5	زنا	بغیر وارنٹ گرفتار نہیں کرے گا	سمن	قابل ضمانت	نا قابل مصالحت	محصن کی صورت میں موت تک سنگسار کرنا اور اگر محصن نہ ہو تو ایک سو کوڑوں تک کی سزا	سیشن عدالت
آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 7	قذف	بغیر وارنٹ گرفتار نہیں کرے گا	سن	قابل ضمانت	نا قابل مصالحت	اَسّی کوڑوں کی سزا	سیشن عدالت

10- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء مجریہ 1979ء کی دفعہ 2 کی ترمیم

زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 2 میں۔

1) شق (الف) کے بعد، حسب ذیل نئی شق (الف الف) شامل کردی جائے گی، یعنی:

(''الف الف) ''اعتراف'' سے مراد اس کے برعکس کسی عدالت کے فیصلے کے باوجود، ملزم کی طرف سے زنا کے جرم کے ارتکاب کو واضح طور پر تسلیم کرتے ہوئے اس معاملے میں اختیار کی حامل کی سیشن عدالت کے روبرو یا مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر 5 مجریہ 1898ء) کی دفعہ 203 الف کے تحت سمن موصول ہونے پر دیا گیا رضا کارانہ زبانی بیان مراد ہے۔''

2) شق (ہ) حذف کردی جائے گی۔

11- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء مجریہ 1979ء کی دفعہ 3 کو حذف کرنا:

زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 3 کو حذف کردیا جائے گا۔

12- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء مجریہ 1979ء کی دفعہ 4 کی ترمیم:

زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) میں دفعہ 4 میں لفظ ''جائز طور پر'' اور مذکورہ دفعہ کے آخر میں تشریح کو حذف کردیا جائے گا۔

12- (الف) آرڈیننس ہفتم مجریہ 1979ء میں نئی دفعہ کی شمولیت:

زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر ہفتم مجریہ 1979ء) کی دفعہ 5 کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ شامل کردی جائے گی یعنی:

''5الف۔ ان دفعات کے تحت کوئی بھی مقدمہ دائر رجسٹر یا قائم نہیں ہوگا۔ دفعہ 5 کو مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء کی دفعہ 203 کو ساتھ ملا کر پڑھتے ہوئے زنا کے کسی بھی مقدمے کو کسی بھی مرحلہ پر تعزیرات پاکستان (ایکٹ 45 مجریہ 1860) کے طور پر بدکاری کی شکایت میں نہیں بدلا جائے گا اور بدکاری کی شکایت کو کسی مرحلہ پر بھی زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 5 کے تحت زنا میں بدلا جائے گا، نہ ہی فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون کے تحت ایسی ہی قسم کا کوئی جرم بدلا جائے گا۔''

13- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعات 6 اور 7 کا حذف کرنا:

زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979) کی دفعات 6 اور 7 کو حذف کردیا جائے گا۔

14- آرڈیننس نمبر 7 کی دفعہ 8 کی ترمیم:

جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) میں، دفعہ 8 میں

1) الفاظ اور سکتے ''یا زنا بالجبر'' کو حذف کردیا جائے گا۔

2) نوٹ میں الفاظ ''یا زنا بالجبر'' کو حذف کردیا جائے گا۔

15- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 9 کی ترمیم:

1) زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 9 میں......

(اول) الفاظ ''یا زنا بالجبر'' حذف کردیئے جائیں گے،

(دوم) ذیلی دفعہ (2) میں الفاظ ''یا زنا بالجبر'' حذف کردیئے جائیں گے۔

(سوم) ذیلی دفعات (3) اور (4) حذف کردی جائیں گی۔

16- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979 کی دفعات 10 تا 16، 18 اور 19 کا اخراج:

زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979 (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) کی دفعات 10 تا 16 اور 18 اور 19 حذف کردی جائیں گی۔

17- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 17 کی ترمیم:

جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (نمبر 7 مجریہ 1979ء) میں دفعہ 17 میں الفاظ اور ہندسہ ''دفعہ'' حذف کردیئے جائیں گے۔

18- آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 20 کی ترمیم:

1) زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (نمبر 7 مجریہ 1979ء) میں، دفعہ 2 میں......

(اول) ذیلی دفعہ (1) میں، پہلا فقرہ شرطیہ حذف کردیا جائے گا اور دوسرے فقرہ شرطیہ میں لفظ ''مزید'' حذف کردیا جائے گا۔

(دوم) ذیلی دفعہ (3) کو حذف کردیا جائے گا، اور

(سوم) ذیلی دفعہ (5) کو حذف کردیا جائے گا۔

19۔ آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 2 کی ترمیم:

قذف کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) میں شق (الف) کی بجائے حسب ذیل تبدیل کر دی جائے گی یعنی:.........

(الف) ''بالغ''، ''حد'' اور ''زنا'' کا ایک ہی جیسا مفہوم ہے جیسا کہ جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء میں ہے: اور''

20۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 4 کا احذاف:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 4 کو حذف کر دیا جائے گا۔

21۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 6 کا احذاف:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 6 کو مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ (1) کے طور پر دوبارہ نمبر لگایا جائے گا اور مذکورہ بالا طور پر دوبارہ نمبر لگائی گئی ذیلی دفعہ (1) کے بعد حسب ذیل نئی ذیلی دفعہ (2) کا اضافہ کر دیا جائے گا یعنی:......

''(2) کسی عدالت کا افسر صدارت کنندہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1879ء کی دفعہ 203 الف کے تحت استغاثہ خارج کرتے ہوئے یا جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 5 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 7 کے تحت کسی مجرم کو بری کرتے ہوئے اگر مطمئن ہو کہ جرم قذف مستوجب حد کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ قذف کا کوئی ثبوت طلب نہیں کرے گا اور دفعہ 7 کے تحت سزا کا حکم صادر کرے گا۔''

22۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 8 کی ترمیم:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 8 میں الفاظ ''پولیس کو کی گئی رپورٹ یا'' حذف کر دیئے جائیں گے۔

23۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 9 کی ترمیم:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 9 میں ذیلی دفعہ (2) کی بجائے حسب ذیل تبدیل کر دی جائے گی یعنی:.........

''(2) کسی ایسے مقدمے میں جس میں حد کی تعمیل سے قبل مستغیث قذف الزام واپس لے لے۔ یا یہ بیان دے کہ ملزم نے جھوٹا اقبال کیا ہے یا یہ کہ گواہوں میں سے کسی نے جھوٹا بیان دیا تو حد کا اطلاق نہیں ہوگا۔''

24۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعات 10 تا 13 اور 15 کی ترمیم:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعات 10 تا 13 اور 15 حذف کر دی جائے گی۔

25۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 14 کی ترمیم:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء میں دفعہ 14 میں ذیلی دفعات 3 اور 4 حذف کر دی جائے گی۔

26۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 16 کا حذف کرنا:

جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس 1979ء) میں دفعہ 16 حذف کر دی جائے گی۔

27۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 17 کی ترمیم:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 17 میں:.....

(اول) پہلے فقرہ شرطیہ کو حذف کر دیا جائے گا

(دوم) دوسرا فقرہ شرطیہ کی بجائے حسب ذیل تبدیل کر دیا جائے گا یعنی .....

''مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ 7 کے تحت قابل سزا کوئی جرم سیشن عدالت میں قابل سماعت ہوگا نہ کہ مذکورہ ضابطے کی دفعہ 30 کے تحت مجاز کردہ مجسٹریٹ کے ذریعے سے یا اس کے روبرو اور سیشن عدالت کے حکم کے خلاف اپیل وفاقی شرعی عدالت میں دائر ہوگی۔''

28۔ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء کی دفعہ 19 کا حذف کرنا:

قذف کا جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 19 حذف کر دی جائے گی۔

29۔ انفساخ ازدواج مسلمانان ایکٹ 1939ء (نمبر 8 بابت 1939ء) میں نئی دفعہ کی شمولیت:

انفساخ ازدواج مسلمانان ایکٹ 1939 (نمبر 8 بابت 1939ء) میں دفعہ 2 میں شق (7) کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ شامل کر دی جائے گی یعنی:..........

''(7 الف) لعان!

تشریح:

لعان سے مراد جب کہ کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور بیوی اس تہمت کو سچ تسلیم نہ کرے۔''

بیان اغراض و وجوہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمہ دستوری مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور مقتضیات کے مطابق جیسا کہ قرآن پاک اور سنت میں موجود ہے بحیثیت انفرادی اور اجتماعی زندگیاں گزارنے کے قابل بنایا جائے۔

چنانچہ دستور اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ موجودہ تمام قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق جس طرح کہ قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے بنایا جائے۔

اس بل کا مقصد بالخصوص زنا اور قذف سے متعلق قوانین کو بالخصوص بیان کردہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مقاصد اور دستوری ہدایت کے مطابق بنانا ہے اور خاص طور پر قانون کے بے جا اور غلط استعمال کے خلاف خواتین کی داد رسی کرنا اور انہیں تحفظ فراہم کرنا ہے۔

قرآن پاک میں زنا اور قذف کے جرائم کے بارے میں موجود ہے۔ زنا اور قذف سے متعلق دو آرڈیننس اس حقیقت کے باوجود کہ قرآن اور سنت نے نہ تو ان جرائم کی وضاحت کی ہے اور نہ ہی ان کے لئے سزا مقرر کی ہے تاہم دیگر قابل سزا قوانین کے شمار میں اضافہ کرتے ہیں زنا اور قذف کے لئے سزائیں قصاص کے کسی اصول کے بغیر یا ان جرائم کے لیے ثبوت کے کسی طریقے کی نشاندہی کے بغیر نہیں دی جاسکتیں۔

کوئی جرم جس کا حوالہ قرآن پاک اور سنت میں نہیں ہے یا جس کے لئے اس میں سزا کے بارے میں نہیں بتایا گیا وہ تعزیر ہے جو ریاستی قانون سازی کا موضوع ہے۔ یہ دونوں کام ریاست کے ہیں کہ وہ مذکورہ جرائم کی وضاحت کرے اور ان کے لئے سزاؤں کا تعین کرے۔ ریاست مذکورہ اختیار کو مکمل اسلامی ہم آہنگی کے ذریعے استعمال کرتی ہے۔ جو ریاست کو وضاحت اور سزا ہر دو کا اختیار دیتا ہے۔ اگرچہ مذکورہ تمام جرائم کو دونوں حدود آرڈیننسوں سے نکال دیا گیا ہے اور مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860ء (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) جسے بعد ازاں پی پی سی کا نام دیا گیا ہے میں مناسب طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔

زنا کے جرم (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء (نمبر 7 مجریہ 1979ء) جسے بعد ازاں ''زنا آرڈیننس'' کا نام دیا گیا ہے کی دفعات 11 تا 16 میں دیئے گئے جرائم تعزیر کے جرائم ہیں۔ ان تمام کو مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860ء (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) کی دفعات 365 ب 367 الف 371 الف 371 ب 493 الف اور 496 الف کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء جسے بعد ازاں ''قذف آرڈیننس'' کا نام دیا گیا ہے کی دفعات 12 اور 13 کو حذف کیا گیا ہے یہ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 3 میں قذف کی تعریف کے طور پر کیا گیا ہے جو طبع شدہ اور کندہ شدہ مواد کی طباعت یا کندہ کاری یا فروخت کے ذریعے ارتکاب کردہ قذف کو کافی تحفظ دیتی ہے۔

مذکورہ تعزیری جرائم میں سے کسی کی آئینی تعریف کے استعمال میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے یا ان کے لئے مقرر کی گئی سزا کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ ان تعزیری جرائم کے لیے کوڑوں کی سزا کو حذف کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن اور سنت میں ان جرائم سے متعلق کوئی سزا نہیں ہے۔ ریاست کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسلام کے منصفانہ نظریے کے مطابق اس میں تبدیلی لائے۔ یہ پی پی سے کے مطابق اور شائستگی کے معیار کو قائم کرنے کے لئے ہے جس سے معاشرے کی کامل ترقی کی نشاندہی ہوتی ہے۔

زنا اور قذف کے آرڈیننس پر شہریوں کی طرف سے بالعموم اور اسلامی اسکالروں اور خواتین کی طرف سے بالخصوص سخت تنقید کی گئی۔ تنقید کے کئی موضوع تھے۔ ان میں زنا کے جرم کو زنا بالجبر (عصمت دری) کے ساتھ ملانا شامل ہے۔ اور ان دونوں کے لئے ثبوت اور سزا کی ایک ہی قسم رکھی گئی ہے۔ یہ بے جا سہولت دیتا ہے۔ کوئی عورت جو عصمت دری کو ثابت نہیں کر سکتی اس پر اکثر زنا کا استغاثہ دائر کر دیا جاتا ہے' زنا بالجبر (عصمت دری) کے لئے زیادہ سے زیادہ سزا کے ثبوت کی ضرورت صرف اتنی ہے جتنی کہ زنا کے لئے ہے۔ یہ اول الذکر کو ثابت کرنے کے لیے تقریباً ناممکن بنا دیتا ہے۔

جب کسی مرد کے خلاف عصمت دری کے استغاثہ میں ناکامی ہو لیکن طبی معائنے سے جماع یا حمل کی یا بصورت دیگر تصدیق ہو جائے تو عورت کو چار عینی گواہوں کے نہ ہونے سے' زنا کی سزا حد کے طور پر نہیں دی جاتی بلکہ تعزیر کے طور پر دی جاتی ہے' اس کی شکایت کو بعض اوقات اعتراف تصور کیا جاتا ہے۔

قرآن اور سنت زنا کے لئے تعزیری سزا کے مقتضی نہیں ہیں۔ یہ آرڈیننس کا مسودہ تیار کرنے والوں کے ذاتی خیالات پر مبنی ہے۔ زنا اور قذف کے جرائم کے لئے تعزیری سزائیں نہ صرف اسلامی اصولوں کے منافی ہیں بلکہ استحصال اور ناانصافی کو جنم دیتی ہیں۔ انہیں ختم کیا جا رہا ہے۔

دستوری تعزیرات کو واضح اور غیر مبہم ہونا چاہیے' ممنوعہ اور غیر ممنوعہ کے درمیان واضح حد مقرر ہو۔ شہری اس سے آگاہ ہوں۔ وہ اپنی زندگی اور طور طریقوں کو ان روشن رہنما اصولوں کو اپناتے ہوئے گزار سکیں۔ لہٰذا ان میں اور متعلقہ قوانین میں غیر واضح تعریفات کی وضاحت کی جا رہی ہے اور جہاں یہ ممکن نہیں ہے انہیں حذف کیا جا رہا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ غیر محتاط شہریوں کو تعزیری قوانین کے غیر دانشمندانہ استعمال سے تحفظ بہم پہنچایا جائے۔ زنا آرڈیننس ''نکاح'' کی جائز نکاح کے طور پر بھی تعریف کرتا ہے' بالخصوص دیہی علاقوں میں نکاح کو بالعموم اور طلاق کو بالخصوص رجسٹر نہیں کیا جاتا۔ کسی شخص پر زنا کا الزام لگانے کے لئے دفاع میں ''جائز نکاح'' کا تعین مشکل ہو جاتا ہے۔ رجسٹریشن نہ کرانا اس کے دیوانی منطقی نتائج میں صرف یہی کافی ہے کہ کوئی نکاح رجسٹر نہ کرایا جائے یا کسی طلاق کی تصدیق کو تعزیری منطقی نتائج سے مشروط نہ کیا جائے' اس میں اسلامی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ جب کسی جرم کے ارتکاب میں کوئی شبہ پایا جائے تو حد کو نافذ نہ کیا جائے۔ قانون مذکورہ مقدمات میں غلط استعمال کی وجہ سے سابقہ خاوندوں اور معاشرے کے دیگر ارکان کے ہاتھوں میں ظلم و ستم کا کھلونا بن گیا ہے۔

تین طلاقیں دیئے جانے کے بعد عورت اپنے میکے چلی جاتی ہے۔ وہ دوران عدت جاتی ہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد خاندان کے لوگ نئے ناطے کا انتظام کر دیتے ہیں اور وہ شادی کر لیتی ہے' اس وقت خاوند یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مقامی ہیت ہائے مجاز کی طرف سے طلاق کی تصدیق کے بغیر نکاح ختم نہیں ہوا اور زنا کا مقدمہ دائر کر دیتا ہے' یہ ضروری ہے کہ اسے ختم کرنے کے لیے اس تعریف کو حذف کر دیا جائے۔

زنا بالجبر (عصمت دری) کے جرم کے لئے کوئی حد موجود نہیں ہے' یہ تعزیری جرم ہے' لہٰذا عصمت دری کی تعریف اور سزا کو پی پی سی میں بالترتیب دفعات **375** اور **376** میں شامل کیا جا رہا ہے۔ جنس کی مبہم تعریف میں ترمیم کی جا رہی ہے تا کہ یہ واضح کی جا سکے کہ عصمت دری ایک جرم ہے جس کا ارتکاب مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے۔ عصمت دری کا الزام لگانے کے لئے عورت کی مرضی دفاع کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر عورت کی عمر **16** سال سے کم ہو تو مذکورہ مرضی کو دفاع کے طور پر استعمال نہ کیا جائے' یہ کمزور کو تحفظ دینے کی ضرورت' جس کی قرآن بار بار تاکید کرتا ہے' اور بین الاقوامی قانونی ذمہ داری کے اصولوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔

اجتماعی زیادتی کی سزا موت ہے' اس سے کم سزا نہیں رکھی گئی ہے۔ ایسے مقدمات کی سماعت کرنے والی عدالتوں کا یہ مشاہدہ ہے کہ بعض حالات میں ان کی یہ رائے ہوتی ہے کہ کسی شخص کو بری نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ عین اس وقت مقدمے کے حقائق اور حالات کے مطابق سزائے موت جائز نہیں ہوتی' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ مقدمات میں ملزم کو بری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس معاملے کو نمٹانے کے لئے سزائے موت کے متبادل کے طور پر عمر قید کی سزا کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

تعزیر' زنا بالجبر (عصمت دری) اور اجتماعی زیادتی کی قانونی کارروائی کے لئے طریقہ کار' اس طرح دیگر تمام تعزیرات' پی پی سی کے تحت تمام جرائم کو مجموعہ ضابطہ فوجداری' **1898**' (ایکٹ نمبر **5** بابت **1898**ء) بعد ازیں ''سی آر پی سی'' کے ذریعے منضبط کیا گیا ہے۔

لعان انفساخ نکاح کی شکل ہے' کوئی عورت جو کہ اپنے شوہر کی طرف سے بدکاری کی ملزمہ ہو اور اس الزام سے انکاری ہو اپنی زدواجی زندگی سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ لعان سے متعلق قذف آرڈیننس کی دفعہ **14** اس کے لئے طریقہ کار فراہم کرتی ہے' انفساخ نکاح کی آئینی تعزیر میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس طرح' قانون انفساخ ازدواج مسلمانان' **1939**ء (نمبر **8** بابت **1939**ء) کے تحت لعان کو طلاق کی وجہ کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔

زنا اور قذف کی تعریف ویسی ہی رہے گی جیسا کہ زنا اور قذف آرڈیننسوں میں ہے۔ نیز زنا اور قذف دونوں کے لئے سزائیں ایک جیسی ہوں گی۔

زنا سنگین جرم ہے جو کہ لوگوں کے اخلاق کو بگاڑتا اور پاکدامنی کے احساس کو تباہ کرتا ہے۔ قرآن زنا کو لوگوں کے اخلاق کے برعکس ایک جرم ٹھہراتا ہے۔ چار چشم دید گواہوں کی ضرورت بلا شرکت غیرے صریحاً غیر معمولی بار نہیں ہے۔ یہ بھی دعویٰ ہے کہ اگر حدیث کے برعکس ہو'' اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں۔'' جو کسی عمل کا ارتکاب اس طرح غل غپاڑہ کی صورت میں کرتے ہیں تا کہ چار آدمی اس کو دیکھ لیں' البتہ معاشرے کو بہت سنگین نقصان ہوگا۔ اسی وقت' قرآن راز داری کو تحفظ دیتا ہے بے بنیاد اندازوں سے روکتا ہے اور تحقیقات کرنے اور دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی سے منع کرتا ہے اس لیے زنا کے ثبوت کی ناکامی کی وجوہ کی بناء پر قذف کے لئے سزا عائد ہو جاتی ہے (زنا سے متعلق جھوٹا الزام) قرآن شکایت کنندہ سے زنا کو ثابت کرنے کے لئے چار چشم دید گواہ مانگتا ہے۔ شکایت کنندہ اور شہادت دینے والوں کو اس جرم کی سنگینی سے بخوبی آگاہی ہونی چاہیے۔ اور اس بات کی آگاہی ہونی چاہیے کہ اگر انہوں نے جھوٹا الزام لگایا یا الزام کے شک کو دور نہ کر سکے تو وہ قذف کے لئے سزاوار ہوں گے۔ ملزم زنا کی قانونی کارروائی میں ناکامی کے نتیجے میں دوبارہ از سر نو قانونی کارروائی شروع نہیں کرے گا۔

زنا آرڈیننس خواتین پر استغاثہ کا بے جا استعمال کرتا ہے' خاندانی تنازعات کو طے کرنے اور بنیادی انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں سے انحراف کرتا ہے۔ زنا اور قذف کے ہر دو مقدمات میں اس کے بے جا استعمال پر نظر رکھنے کے لئے مجموعہ ضابطہ فوجداری میں ترمیم کی جا رہی ہے تا کہ صرف سیشن عدالت ہی' کسی درخواست پر مذکورہ مقدمات میں سماعت کا اختیار استعمال کر سکے۔ اسے قابل ضمانت جرم قرار دیا گیا ہے تا کہ ملزم دوران سماعت جیل میں یاسیت کا شکار نہ رہے۔ پولیس کو کوئی اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مذکورہ مقدمات میں کسی کو گرفتار کر سکے تاوقتیکہ سیشن عدالت اس کی اجازت نہ دے اور مذکورہ ہدایات ماسوائے عدالت میں حاضری کو لازمی بنائے جانے یا کسی سزا دہی کی صورت کے جاری نہیں کی جا سکتیں۔

مذکورہ تمام ترامیم کا بنیادی مقصد زنا اور قذف کو اسلامی احکام کے مطابق قابل سزا بنانا ہے۔ جیسا کہ قرآن و سنت میں دیا گیا ہے۔ استحصال سے روکنا' پولیس کے بے جا اختیارات سے روکنا اور انصاف اور مساویانہ حقوق پر مبنی معاشرے کو تشکیل دینا ہے۔

وزیر انچارج

تحفظ نسواں بل (یا) نظریات کا تصادم

قاری محمد حنیف جالندھری
(ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان)

"حدود آرڈیننس" اور دیگر شرعی قوانین کے خلاف ایک عرصے سے برسرپیکار مغربی استعمار بین الاقوامی سیکولر لابیوں اور اندرون ملک ان کے ہمنواؤں کی مسلسل جدوجہد اور غوغا آرائی کے نتیجے میں "تحفظ نسواں بل" کو بالآخر قومی اسمبلی سے منظور کرالیا گیا جو پاکستان کی تاریخ کا ایک المناک باب ہے اور وہ دن ملک کے لیے یوم سیاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں اسلامی اقدار، پاکستان کے اسلامی تشخص اور اس سلسلے میں دستور پاکستان کے اندر دی گئی تمام تر ضمانتوں کو پامال کرتے ہوئے قرآن وسنت سے صریحاً متصادم قانون منظور کرایا گیا ہے۔

حکومت اور اس کے کارندے مسلسل اس بات پر مصر ہیں اور ان کی جانب سے تواتر کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اسمبلی سے پاس کیے جانے والے بل میں کوئی خلاف اسلام بات شامل نہیں اور یہ کہ یہ بل عین قرآن وسنت کے موافق ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور خلاف واقع ہے بلکہ درحقیقت اس بل میں بہت ساری باتیں غیر اسلامی اور قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہیں جن کو حکومت کے استفسار پر انہی کی نامزد کردہ علماء کمیٹی نے مذکورہ بل پر غور وخوض کے بعد حکومت پر واضح کر دیا تھا جنہیں ہم یہاں مختصراً ذکر کر دیتے ہیں:

1۔ "زنا بالجبر" کی سزا "حد" کو ختم کر کے اسے "تعزیر" میں شامل کیا گیا ہے جو صراحتاً کتاب اللہ میں ترمیم وتبدیلی کے مترادف ہے۔

2۔ غیر شادی شدہ مرد یا عورت جب زنا کے مرتکب ہوں تو کتاب اللہ میں ان کے لیے 100 کوڑوں کی سزا تجویز کی گئی ہے جبکہ بل میں کوڑوں کی سزا کو ختم کر کے اس کی جگہ قید کی سزا رکھی گئی ہے۔ یہ بھی کتاب اللہ کے حکم میں واضح ترمیم ہے۔

3۔ مذکورہ بل میں حدود آرڈیننس کی دفعہ 2 کی شق نمبر 5 کو ختم کر دیا گیا ہے جس کی رو سے اگر عدالت کسی ملزم کو حد کی سزا سنائے تو حکومت کو اس میں تبدیلی یا تخفیف کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ یہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر موجود ہے کہ "جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ پھر اس معاملے میں ان کا کوئی اختیار باقی رہے۔" نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب کسی شخص کے خلاف عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہو جائے تو پھر اس میں کسی کو بھی معافی یا تخفیف کا اختیار نہیں۔

4۔ شریعت میں حد کے قیام کی شرط بلوغ ہے اور اس کا دارومدار بلوغ پر ہے نہ کہ عمر پر، جبکہ بل میں بلوغ کی بجائے 16 سال کی عمر کو مدار بنایا گیا ہے۔ یہ بھی خلاف شریعت ہے۔

5۔ "قذف آرڈیننس" میں ترمیم کر کے مرد کو چھوٹ دی گئی ہے کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے۔ یہ شق بھی قرآن کریم کے حکم کے منافی ہے۔

6۔ اسی آرڈیننس میں یہ ترمیم بھی قرآن وسنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جاسکے گی۔

> ترمیمی بل کی وجہ سے نوجوان جوڑوں کو بغیر نکاح اکٹھے رہنے کا جواز مل جائے گا اور ان کے آپس میں تعلقات پر انتظامیہ کوئی اقدام نہیں کرسکے گی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی دوسرا فرد اس کی نشان دہی کرے تو الٹا اسی کو قذف کی سزا بھگتنا پڑے گی

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حکومت جس ڈھٹائی سے بل کو قرآن سنت کے موافق قرار دے رہی ہے کیا وہ حقیقت میں بھی ایسا ہے یا نہیں؟ مندرجہ بالا حقائق سے اس کی حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

حکومت نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عوام کو یہ بھی باور کرا رہی ہے کہ وہ مذکورہ بل کے ذریعے مظلوم عورتوں کی داد رسی اور ان کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر بل کو "تحفظ حقوق نسواں بل" کا نام دیا گیا ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مذکورہ بل میں خواتین کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے یا ان کا مزید استحصال؟ اگر ہم اس سلسلے میں حکومتی اراکین اور ان کے حامیوں کی طرف سے کیے جانے والے غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر اس بات کو حقیقت پسندی کی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کریں تو تمام تر صورت حال بالکل واضح ہو جائے گی۔

ذیل میں اس کی چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں:

1۔ کوئی خاتون کسی شخص کے خلاف "زنا بالجبر موجب حد" کا مقدمہ دائر کرتی ہے لیکن اگر کسی بنا پر عدالت میں وہ "موجب حد جرم" ثابت نہ ہو سکے تو عدالت اس ملزم کو بری کر دے گی اور اس کے پاس خاتون کی دادرسی کے لیے ملزم کو تعزیری سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس خاتون کے پاس اس ظلم پر صبر کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ از سر نو عدالت سے رجوع کرے جو کہ ناانصافی ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص زنا بالجبر کا مرتکب ہو تو شریعت نے اس کے لیے سخت سزا مقرر کر رکھی ہے تاکہ عوام کو اس سے عبرت حاصل ہو اور آئندہ کے لیے اس جرم کا سد باب ہو سکے۔ اسے مذکورہ بل میں ختم کر کے اس کی جگہ معمولی قید کی سزا رکھی گئی ہے۔ چنانچہ اس سے خواتین کو تحفظ کی بجائے ان سے زیادتی کرنے والوں کو تحفظ ملے گا۔

3۔ زنا اگر چار گواہوں سے ثابت نہ ہو سکے تو خواتین کے ساتھ بد سے بدتر فحاشی اور بدکاری کے ارتکاب پر ہر قسم کی سزا ختم کر دی گئی ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ فحاشی کو فروغ حاصل ہوگا بلکہ اس سے غیرت کے نام پر لوگوں کو قانون ہاتھ میں لینے کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

4۔ اگر زنا بالجبر میں ملوث کوئی ملزم یہ کہے کہ اس نے عورت کی رضا مندی سے اس کے ساتھ زنا کیا تھا اور وہ اس بات کا کوئی شبہ پیدا کرے تو عدالت اس کو بری کر دے گی۔ یہ عورت کے ساتھ ناانصافی ہے۔

5۔ زنا اور بدکاری کے سدباب کے لیے پولیس کا کردار بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ بل کی رو سے فحاشی اور بدکاری اب "ریاست" کا جرم نہیں رہا جبکہ اس سے قبل قانوناً یہ اسٹیٹ کے خلاف جرم بھی تھا۔ ناقابل دست اندازی پولیس بنائے جانے کے بعد بے حیائی اور فحاشی کے مرتکب افراد کو قانون کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ اب مقدمہ سیشن کورٹ میں درج کرانا ہوگا۔ سیشن کورٹ ہر جگہ نہیں ہوتی اور دو تین بجے کے بعد اگلی صبح تک اور چھٹی کے دن بند رہتی ہے۔ کیا اس طرح انصاف کا حصول، بے حیائی کا سدباب اور مجرم کے خلاف کارروائی مشکل نہیں ہو جائے گی۔ نیز لوگوں کے قانون کو ہاتھ میں لینے اور خود فیصلے کرنے کا دروازہ نہیں کھل جائے گا۔

اس کے علاوہ تحفظ نسواں بل تکنیکی اور فنی پیچیدگیوں کے ساتھ ساتھ دوسری کئی خرابیوں پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر زنا موجب حد کے لئے بل میں جو سخت ترین شرائط ہیں، وہ بعض اوقات کسی بناء پر پوری نہیں ہو پاتیں۔ چنانچہ ایسی صورت میں عدالت ملزم کو تعزیری سزا دینے کا اختیار نہ رکھنے کی وجہ سے اس کے حوصلے مزید بلند ہو جائیں گے اور یہی چیز بار بار اس کو جرم پر اکسائے گی جس سے ملک میں فحاشی کو فروغ ملے گا اور یوں قانون کی چھتری تلے اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک میں فحاشی کا ایک سیلاب امڈ آئے گا۔

اسی طرح مذکورہ بل کی وجہ سے نوجوان جوڑوں کو بغیر نکاح اکٹھے رہنے کا جواز مل جائے گا اور ان کے آپس میں تعلقات پر انتظامیہ کوئی اقدام نہیں کر سکے گی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی دوسرا فرد اس پر اعتراض یا اس کی نشان دہی کرے تو اُلٹا اسی کو قذف کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

مندرجہ بالا معروضات سے یہ ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بل نہ صرف قرآن وسنت کے صریح طور پر متصادم اور معارض ہے بلکہ اس میں خواتین کے تحفظ کی کوئی بات نہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بل ان کے لیے مزید مشکلات اور مسائل پیدا کرنے کا سبب بھی ہے۔ اسی طرح یہ بہت ساری خرابیوں اور منفی پہلوؤں کو بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بایں ہمہ حکومت اور بعض دیگر حلقوں کی طرف سے اس بل کا اتنا ڈھنڈورا کیوں پیٹا جا رہا ہے اور کیوں مشرق ومغرب میں اس ''کارنامے'' پر فتح کے شادیانے بجائے جا رہے ہیں۔ آئیں اس پر غور کریں۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور حکمرانی میں علماء کرام کی مشاورت سے تشکیل پانے والے حدود آرڈیننس کے خلاف اس کے منظوری کے پہلے ہی دن سے اندرون و بیرون ملک ایک مخصوص نظریے ''سیکولرازم'' کے حامی لوگوں نے واویلا شروع کر دیا تھا لیکن پاکستان کے اسلام پسند عوام نے کبھی بھی ایسی آوازوں پر کان دھرا اور نہ ہی انہیں درخور اعتنا سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ 27 سالوں کے دوران کسی بھی حکومت کو اس آرڈیننس میں ترامیم یا انہیں چھیڑنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ اور یوں سیکولرازم کے علمبردار اپنے ناپاک عزائم کو کبھی بھی عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

11 ستمبر کے واقعے کے بعد جہاں عالمی سیاست کے اقدار و روایات بدلے اور مختلف ممالک کی پالیسیوں کے نئے رخ متعین ہوئے تو لادینیت کا نظریہ رکھنے والے افراد اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑے۔ اس گروہ کو پہلی مرتبہ کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا۔ اس سلسلے میں میڈیا کے ذریعے اربوں روپے خرچ کر کے ایسی پروپیگنڈہ مہم چلائی گئی کہ پاکستان کا گویا واحد مسئلہ ہی یہی (حدود آرڈیننس میں ترامیم) ہے اور یوں پروپیگنڈے کے زور پر وہ اس میں ترمیم کروانے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نسواں بل کی منظوری دراصل پاکستان کے اندر سیکولرازم یعنی لادینیت کے نفاذ کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد بتدریج امتناع قادیانیت، ناموس رسالت اور پاکستانی آئین میں موجود دیگر اسلامی دفعات میں حذف وترامیم کی باری آئے گی۔ چنانچہ واضح ہو گیا کہ اس وقت پاکستان کے اندر تحفظ نسواں بل سے پیدا شدہ صورت حال نہ تو سیاسی تنازع ہے اور نہ ہی معاشرے کی مظلوم عورتوں کے تحفظ کا کوئی مسئلہ، بلکہ اب تو یہ نظریات کے تصادم اور افکار کے ٹکراؤ کا ایک عنوان بن گیا ہے جس میں ایک طرف سیکولرازم اور لامذہبیت کے علمبردار ہیں جبکہ دوسری جانب مذہب اور اہل مذہبیت۔ چنانچہ سیکولرازم کے حامیوں کے مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد ہیں:

1۔ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مذہبی تشخص ختم کرنا۔

2۔ ملک میں سیکولرازم اور لادینیت کو رواج دینا۔

3۔ آئین میں موجود قرآن وسنت کی بالادستی کو ختم کرنا۔

4۔ ملک میں فحاشی اور بے حیائی کو تحفظ دے کر اسے مغربی تہذیب وثقافت میں ڈھالنا۔

ان اغراض ومقاصد کے حصول وتکمیل کے لیے تحفظ نسواں بل کے نام سے نام نہاد بل قومی اسمبلی سے منظور کروانے کے ساتھ ساتھ حکمران گروہ کی طرف سے ملک کے دیندار عوام اور تمام دینی حلقوں کو انتہا پسند قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف روشن خیالی کے نام سے جو اعلان جنگ کیا گیا ہے وہ مستقل طور پر ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اور اس وقت پورا ملک اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے دینی قیادت کی طرف دیکھ رہا ہے اور عوام ان کے اشاروں کے منتظر ہیں۔ چنانچہ ملک بھر کے مختلف دینی مکاتب فکر کے سر کردہ علماء نے آپس میں مل کر ملک میں آنے والے سیکولرازم اور لادینیت کے طوفان کو روکنے کے لیے ''مجلس تحفظ حدود اللہ پاکستان'' کے نام سے ایک پلیٹ فارم قائم کیا ہے جو ملک بھر میں تحریک کو منظم کرتے ہوئے حدود شرعیہ اور دیگر دینی امور کے تحفظ کے لیے میدان عمل میں اترے گا۔ (مجلس تحفظ کے تحت ملک کے جید علماء کا پہلا کنونشن جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد ہو چکا ہے)۔ اس پلیٹ فارم پر تمام دینی مکاتب فکر کے علمائے کرام اور عوام شریک ہو کر پاکستان کے اسلامی تشخص اور دستور پاکستان کی اسلامی دفعات کے تحفظ کے لیے تجدید عہد کریں گے اور سیکولر حکمرانوں کی طرف سے اسلامی قوانین اور دینی حلقوں کے خلاف جو طبل جنگ بجایا گیا ہے اس کا سامنا کرنے کے لیے اپنی جدوجہد اور لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔

''مجلس تحفظ حدود اللہ پاکستان'' کے فورم سے یہ جدوجہد خالص غیر سیاسی ہو گی اور بلا تفریق اس میں ہر اس شخص کا خیر مقدم کیا جائے گا جو پاکستان میں اسلامی اقدار کا تحفظ اور مغربی تہذیب وثقافت کو روکنے کا خواہاں ہو۔ یہ تحریک موجودہ سیاسی کشمکش سے لاتعلق رہتے ہوئے 1974ء کی ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' کی طرز پر صرف دینی حوالوں سے اپنی جدوجہد کو منظم کرے گی اور ملک کی تمام دینی جماعتوں کو اس میں شریک کیا جائے گا۔ (بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

نسواں بل کی منظوری دراصل پاکستان کے اندر سیکولرازم یعنی لادینیت کے نفاذ کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد بتدریج امتناع قادیانیت، ناموس رسالت اور پاکستانی آئین میں موجود دیگر اسلامی دفعات میں حذف وترامیم کی باری آئے گی

بقیہ: ترمیمی بل کیا ہے؟

بالکل خلاف ہے۔ خواتین کے ساتھ پولیس کی زیادتی کا اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا سدباب اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے۔

2۔ جب ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہو جائے تو صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی معافی یا تخفیف کا اختیار دینا قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے، لہٰذا زیر نظر بل میں زنا آرڈیننس کی دفعہ 20 شق 5 کو حذف کر کے حکومت کو سزا میں تخفیف وغیرہ کا اختیار دینا قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے۔

3۔ ''زنا بالرضا موجب حد'' اور ''فحاشی'' کو ناقابل دست اندازیٔ پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیئے گئے ہیں، وہ ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بنا دینے کے مترادف ہیں۔

4۔ عدالتوں پر یہ پابندی عائد کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتیں، مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے، یا اس کے نتیجے میں مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوں گے اور عدالتی پیچیدگیاں بھی پیدا ہوں گی۔

5۔ ''قذف'' آرڈیننس میں ترمیم کر کے مرد کو یہ چھوٹ دینا کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے، قرآن کریم کے حکم کے منافی ہے۔

6۔ ''قذف آرڈیننس'' میں یہ ترمیم بھی قرآن وسنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جا سکے گی۔

ارکان پارلیمنٹ اور ارباب اقتدار سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے بل کی اصلاح کریں، اور قوم کو اس مخمصے سے نجات دلائیں جس میں وہ مبتلا ہو گئی ہے۔

✿✿✿✿✿

دعائے مغفرت

☆ ڈاکٹر محمد سلیم، ڈھولن وال رکن انجمن خدام القرآن کا کچھ عرصہ ہوا انتقال ہو گیا۔

☆ تنظیم اسلامی سندھ زیریں کے رفیق عمران حمید کے نانا اور خواہر نسبتی وفات پا گئے۔

☆ پشاور سے تعلق رکھنے والے ملتزم رفیق تنظیم مولوی عبدالحکیم شفیق کے والد کا انتقال ہو گیا۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اپیل

تمام مکاتبِ فکر (اہلِ سنت دیوبندی، اہلِ سنت بریلوی، اہلِ حدیث، اہلِ تشیع) کے جید علماء کرام، مشائخ عظام اور اہم شخصیات کی طرف سے حکومت پاکستان، ارکان پارلیمنٹ، دینی و سیاسی راہنماؤں اور عوام سے

قومی اسمبلی آف پاکستان کے آئندہ اجلاس میں حکومتی اعلانات کے مطابق ''تحفظ حقوق نسواں بل'' زیر بحث آ رہا ہے اور وفاقی وزراء کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس بل کو اسی سیشن میں بہر حال منظور کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اس سلسلہ میں چند اہم معروضات اور حقائق پیشِ خدمت ہیں:

- ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کا خواتین کے تحفظ سے کوئی تعلق نہیں
- ''تحفظ حقوق نسواں بل'' مغربی تہذیب کو مسلط کرنے کی تحریک ہے
- عورتوں کے حقوق کا تحفظ صرف کتاب و سنت کے قوانین میں ہے
- پاکستان کے اسلامی تشخص کی حفاظت ہر قیمت پر کی جائے گی
- بے حیائی، فحاشی اور بدکاری کے فروغ کے لئے قانون سازی بند کی جائے
- تمام مکاتبِ فکر پاکستانی خواتین کی عزت و حرمت کے منافی قوانین کو مسترد کرتے ہیں
- ''سلیکٹ کمیٹی'' کا منظور کردہ بل ''قرآن و سنت'' کے خلاف ہے
- ''علماء کمیٹی'' کی سفارشات و ترامیم کے مطابق ''تحفظ حقوق نسواں بل'' مرتب کیا جائے
- زنا بالجبر کو حد سے نکالنا قرآن و سنت کے خلاف ہے

اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب کو دعوت مت دو

عام طور پر اس بل کے بارے میں یہ تأثر دیا جا رہا ہے کہ یہ بل ''خواتین'' کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے نافذ کیا جا رہا ہے لیکن اس قانونی مسودہ سے ناواقف، عام ملکی باشندوں کو یہ حقیقت معلوم نہیں کہ درحقیقت اس بل میں ''خواتین'' کے حقوق کی کوئی بات نہیں بلکہ اس کے ذریعہ ''حدود آرڈیننس'' میں ایسی غیر شرعی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں جن سے خواتین کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو تحفظ مل رہا ہے چنانچہ!

❁ اگر کوئی شخص زبردستی کسی خاتون کی عزت لوٹے تو اس پر شریعت نے جو سخت سزا (حد) مقرر کی ہے اسے بالکل ختم کر کے اس کی جگہ قید کی معمولی سزا تجویز کی جا رہی ہے اور اس طرح حدود اللہ کو پامال کیا جا رہا ہے اسی سے اندازہ کر لیا جائے کہ اس بل سے خواتین کا تحفظ ہو گا یا ان کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کا؟

❁ زنا چار گواہوں سے ثابت نہ ہو تو بد سے بدتر فحاشی کے ارتکاب پر ہر قسم کی سزا ختم کر دی گئی ہے اس سے نہ صرف فحاشی کو تحفظ ملے گا بلکہ غیرت کے نام پر لوگوں کے قانون ہاتھ میں لینے کو فروغ حاصل ہو گا نیز یورپ کی طرح پاکستان میں بھی بغیر شادی کے اکھٹے رہنے والے جوڑوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔

اس بل میں یہی دو باتیں ہیں جن کو ''تحفظ حقوقِ نسواں'' کا نام دیا گیا ہے اس کے سوا بل میں کوئی بنیادی بات نہیں ہے۔

❁ جب کہ علماء، مشائخ کا کہنا ہے کہ خواتین کے حقیقی تحفظ، پاکستانی معاشرہ میں ان کو درپیش مسائل و مشکلات کے حل اور معروضی صورت حال میں ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالہ کے لئے قانون سازی کی جائے اور ان کا سدباب کیا جائے، مثلاً:

1: جو لوگ میراث میں خواتین کا حصہ غصب کر لیتے ہیں انہیں سزا ملے۔
2: ملک کے بعض حصوں میں عورتوں کی خرید و فروخت کے رواج کو قانوناً ختم کیا جائے۔
3: قرآن کریم کے ساتھ نکاح کے نام پر عورتوں کو شادی اور وراثت کے حق سے محروم کر دینے کی جاہلانہ غیر شرعی اور مذموم رسم کا سدباب کیا جائے۔
4: بیک وقت تین طلاقیں دے کر مصالحت کے دروازے بند کر دینے کے عمل کو جرم قرار دیا جائے۔
5: بیواؤں کے دوسرے نکاح میں رکاوٹ ڈالنے کو جرم قرار دیا جائے۔
6: باہمی تنازعات میں صلح کے طور پر لڑکی کی مرضی کے خلاف اسے کسی کے نکاح میں دینے کو جرم قرار دیا جائے۔

اس قسم کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں جو عورتوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہیں اور جن کی طرف علماء و مشائخ توجہ دلا رہے ہیں ان کو نظر انداز کر کے حکومت کے پیش کردہ ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کو منظور کرانے سے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا بلکہ اس سے معاشرہ میں بے حیائی، فحاشی اور زنا کو فروغ ملے گا۔

❁ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے گزشتہ دنوں ملک کے سرکردہ علماء کرام (۱) مولانا جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی (۲) مولانا محمد حسن جان (۳) مولانا مفتی منیب الرحمن (۴) مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (۵) مولانا مفتی غلام الرحمن (۶) مولانا زاہد الراشدی اور (۷) مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی پر مشتمل ''علماء کمیٹی'' قائم کی تھی جسے قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمن کی تائید بھی حاصل تھی اس کمیٹی نے ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کے تفصیلی جائزہ کے بعد اس میں قرآن و سنت کے منافی شقوں کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح کے لئے آٹھ (۸) تجاویز دی ہیں اور عورتوں کے اصل مسائل اور حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے ان علماءِ کرام کی سفارشات اور تجاویز کی بعد میں باہمی ملاقات کے ایک مرحلہ میں پروفیسر سینیٹر ساجد میر اور علامہ عبدالجلیل نقوی نے بھی تائید کر دی ہے اور یہ رپورٹ مکمل صورت میں شائع ہو چکی ہے مگر وفاقی وزراء کے بیانات سے تأثر ملتا ہے کہ حکومت ان سفارشات کو نظر انداز کر کے ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کو اسی شکل میں منظور کرانا چاہتی ہے جن کی بنیادی شقوں کو تمام دینی جماعتوں کے ساتھ ساتھ خود حکومت کی مقرر کردہ ''خصوصی علماء کمیٹی'' نے بھی قرآن و سنت کے منافی قرار دے دیا ہے اور اسے قرآن و سنت کے مطابق بنانے کے لئے آٹھ (۸) سفارشات پیش کی ہیں۔

اس لئے ہم اپیل کرتے ہیں کہ حکومتی جماعتیں اور ارکان پارلیمنٹ اسلامی قوانین کے خلاف مغرب کے یک طرفہ اور معاندانہ پراپیگنڈہ سے متاثر ہونے اور پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف بیرونی ایجنڈے کو تقویت دینے کی بجائے خدا کے لئے حقائق پر غور کریں اور ایسے وقت میں جب کہ ملک بے شمار مسائل میں گھرا ہوا ہے ایسے بے معنیٰ اور غیر شرعی قوانین نافذ کر کے ملک میں انتشار پھیلانے سے گریز کریں۔ اسی سلسلے میں

تاریخ ساز، مُلک گیر علماء و مشائخ پاکستان کنونشن، اسلام آباد میں 9 نومبر 2006، بروز جمعرات (اِن شاء اللہ) ہوگا

منجانب

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
صدر اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان
وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب
صدر جامعہ دار العلوم کراچی
حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب
مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور
حضرت سید نفیس شاہ صاحب
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی صاحب
نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور
حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب
نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور
حضرت مولانا انوار الحق صاحب
نائب مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب کراچی
حضرت مولانا مفتی نذیر احمد شاہ صاحب فیصل آباد

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف و
مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
حضرت مولانا قاضی ظہور حسین صاحب
مرکزی امیر تحریک خدام اہلسنت چکوال
حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی مہتمم جامعہ مدنی اٹک
حضرت مولانا عبدالرحمن عثمانی تلہ گنگ
حضرت مولانا قاری خبیب احمد صاحب جہلم
حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب جھنگ
حضرت مولانا قاری مہر اللہ صاحب، کوئٹہ
مہتمم مدرسہ مرکزی تجوید القرآن، کوئٹہ
حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب
مہتمم دار العلوم پلندری، آزاد کشمیر
حضرت مولانا عطاء اللہ شہاب صاحب، گلگت
حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب،
مہتمم جامعہ اسلامیہ، کشمیر روڈ، راولپنڈی
حضرت مولانا جلیل الرحمن اخون، بہاولنگر
حضرت مولانا سیف اللہ خالد صاحب
مہتمم جامعہ منظور الاسلامیہ لاہور

علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب
سرپرست اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان
علامہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی صاحب
مہتمم جامعہ نظامیہ لاہور
علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب
استاد الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی
علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب
شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری صاحب
مہتمم جامعہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان
مولانا غلام محمد سیالوی صاحب
ناظم اعلیٰ شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی
مفتی محمد رفیق حسنی صاحب
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی
علامہ غلام دستگیر افغانی صاحب
شیخ الحدیث جامعہ ضیاء العلوم کراچی
حضرت مولانا نعیم اللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرف العلوم گوجرانوالہ
حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب
امیر کاروانِ اسلام، لاہور

حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی صاحب
مرکزی امیر جماعت اہل سنت پاکستان
حضرت مولانا صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی صاحب، ملتان
حضرت مولانا صاحبزادہ محب اللہ نوری صاحب بصیر پور شریف
مولانا رشید میاں صاحب' جامعہ مدنیہ لاہور
علامہ فتح محمد باروزئی صاحب
شیخ الحدیث جامعہ نقشبندیہ تعلیم القرآن کوئٹہ، بلوچستان
علامہ مفتی محمد حبیب صاحب
شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ تعلیم القرآن کوئٹہ، بلوچستان
علامہ عبدالعظیم قادری صاحب
ناظم تعلیمات جامعہ جنیدیہ غفوریہ، پشاور
حضرت مولانا اشرف علی صاحب، سرگودھا
حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب
مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب، سجاول ٹھٹھہ، سندھ
حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب
مہتمم دار العلوم فاروقیہ، راولپنڈی
حضرت مولانا انوار الحق صاحب خطیب جامع مسجد کوئٹہ
مفتی محمد نعیم، جامعہ بنوریہ کراچی

حضرت مولانا معین الدین لکھوی صاحب
مرکزی امیر جماعت اہل حدیث پاکستان
محترم جناب میاں نعیم الرحمن صاحب
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان
حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب
مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا
حضرت مولانا مفتی محمد صاحب جامع رشید کراچی
حضرت مولانا قاری منصور صاحب الرشید ٹرسٹ کراچی
حضرت مولانا امیر حمزہ صاحب، جماعۃ الدعوۃ والارشاد پاکستان
حضرت مولانا محمد سلفی صاحب وفاق المدارس السلفیہ کراچی
حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن مکی صاحب
ناظم اعلیٰ جماعۃ الدعوۃ والارشاد پاکستان لاہور
حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب
مہتمم جامعہ رحمانیہ لاہور
حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب، لاہور
حضرت مولانا محمد صدیق صاحب
شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان
حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب
مہتمم جامعہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی، بہاولپور

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب
صدر رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان
مولانا اسفندیار خان صاحب مہتمم جامعہ دار الخیر کراچی
حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب
مہتمم تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی
حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مہتمم جامعہ فریدیہ، اسلام آباد
حضرت مولانا مفتی احتشام الحق صاحب آسیا آباد، تربت
حضرت مولانا محمود میاں صاحب، دار العلوم مدنیہ لاہور
حضرت مولانا صلاح الدین صاحب، چمن
حضرت مولانا عبدالروف ربانی صاحب رحیم یار خان
علامہ عنایت اللہ صاحب
سینئر نائب صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان
علامہ غلام رسول راشدی صاحب
ناظم اعلیٰ صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان
حضرت مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب
ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان
حضرت مولانا آغا محمد صاحب
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ سندھ
حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب، صدر جمعیت اتحاد العلماء کراچی

حضرت مولانا سید حافظ ریاض حسین نجفی صاحب
صدر وفاق المدارس الشیعہ پاکستان
حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ عربیہ گوجرانوالہ
حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب
ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ، کراچی
حضرت مولانا اسد علی تھانوی صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ، سکھر
حضرت مولانا ظہور احمد علوی صاحب مہتمم جامعہ محمدیہ، اسلام آباد
مفتی عطاء الرحمن صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ، بہاولپور
حضرت مولانا محمد ادریس صاحب
کنڈیارو نوشہرو فیروز، سندھ
حضرت مولانا قاضی محمود الحسن اشرف صاحب
مہتمم دار العلوم الاسلامیہ مظفر آباد، آزاد کشمیر
حضرت مولانا عبدالمجید صاحب
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا، لودھراں
حضرت مولانا محمد عباس نقوی صاحب
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس الشیعہ پاکستان
حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد حسین اکبر صاحب
پرنسپل ادارہ منہاج الحسین لاہور

حضرت مولانا سید قاضی نیاز حسین نقوی صاحب
نائب صدر وفاق المدارس الشیعہ پاکستان
حضرت مولانا زرولی خان صاحب
مہتمم جامعہ احسن العلوم، کراچی
حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب
مہتمم دار العلوم الاسلامیہ، لاہور
حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب
مہتمم جامعہ اشرف المدارس، کراچی
حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب
مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا
حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب
حضرت مولانا عبداللہ جان، لورالائی
حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب
مہتمم دار العلوم کبیر والا، ضلع خانیوال
مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن، حیدر آباد
حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی صاحب کراچی
محمد اسعد نیاز مدیر المکتب انٹرنیشنل اسلامک سینٹر لاہور
حضرت مولانا نعیم احمد عباسی صاحب، رحیم یار خان
مفتی خالد محمود صاحب، مہتمم جامعہ خلفاء راشدین ڈیرہ غازی خان

نام نہاد تحفظ نسواں بل کی منظوری سے چند دن قبل ملک بھر کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام اور مشائخ عظام کی طرف سے روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونے والے اشتہار کا عکس جس میں حکومت پاکستان' ارکان پارلیمنٹ' دینی و سیاسی رہنماؤں سے اپیل کی گئی ہے کہ غیر اسلامی بل کو منظور کرا کر اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب کو دعوت نہ دیجئے

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟

ایک مطالعہ

جسٹس (ر) مولانا محمد تقی عثمانی کی چشم کشا تحریر

حال ہی میں ''تحفظ خواتین'' کے نام سے قومی اسمبلی میں جو بل منظور کرایا گیا ہے' اس کے قانونی مضمرات سے تو وہی لوگ واقف ہوسکتے ہیں جو قانونی باریکیوں کی فہم رکھتے ہوں' لیکن عوام کے سامنے اس کی جو تصویر پیش کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس نے خواتین پر جو بے پناہ مظالم توڑ رکھے تھے' اس بل نے اُن کا مداوا کیا ہے' اور اس سے نہ جانے کتنی ستم رسیدہ خواتین کو سکھ چین نصیب ہوگا۔ یہ دعویٰ بھی کیا جارہا ہے کہ اس بل میں کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے۔

آیئے ذرا سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ یہ دیکھیں کہ اس بل کی بنیادی باتیں کیا ہیں؟ وہ کس حد تک ان دعووں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں' پورے بل کا جائزہ لیا جائے تو اس بل کی جوہری (Substantive) باتیں صرف دو ہیں:

1۔ پہلی بات یہ ہے کہ زنا بالجبر کی جو سزا قرآن وسنت نے مقرر فرمائی ہے' اور جسے اصطلاح میں ''حد'' کہتے ہیں' اُسے اس بل میں مکمل طور پر ختم کردیا گیا ہے' اس کی رُو سے زنا بالجبر کے کسی مجرم کو کسی بھی حالت میں وہ شرعی سزا نہیں دی جاسکتی' بلکہ اسے ہر حالت میں تعزیری سزا دی جائے گی۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس میں جس جرم کو زنا موجب تعزیر کہا گیا تھا' اُسے اب ''فحاشی'' (Lewdness) کا نام دے کر اس کی سزا کم کردی گئی ہے' اور اس کے ثبوت کو مشکل تر بنادیا گیا ہے۔

اب ان دونوں جوہری باتوں پر ایک ایک کرکے غور کرتے ہیں:

زنا بالجبر کی شرعی سزا (حد) کو بالکلیہ ختم کردینا واضح طور پر قرآن وسنت کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن کہا یہ جارہا ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد مقرر کی ہے' وہ صرف اس صورت میں لاگو ہوتی ہے جب زنا کا ارتکاب دو مرد وعورت نے باہمی رضامندی سے کیا ہو' لیکن جہاں کسی مجرم نے کسی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر زنا کیا ہو' اس پر قرآن وسنت نے کوئی حد عائد نہیں کی۔ آیئے پہلے یہ دیکھیں کہ یہ دعویٰ کس حد تک صحیح ہے؟

1 قرآن کریم نے سورۂ نور کی دوسری آیت میں زنا کی حد بیان فرمائی ہے:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور 8)

''جو عورت زنا کرے' اور جو مرد زنا کرے' (جب ان کی بدکاری ثابت ہوجائے تو) ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

اس آیت میں ''زنا'' کا لفظ مطلق ہے جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے' اس میں رضامندی سے کیا ہوا زنا بھی داخل ہے' اور زبردستی کیا ہوا زنا بھی۔ بلکہ یہ عقلِ عام (Common Sense) کی بات ہے کہ زنا بالجبر جرم رضامندی سے کئے ہوئے زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے' لہٰذا اگر رضامندی کی صورت میں یہ حد عائد ہورہی ہے تو جبر کی صورت میں اس کا اطلاق اور زیادہ قوت کے ساتھ ہوگا۔

> میں سترہ سال تک سپریم کورٹ کی شریعت ایپلٹ بنچ کے رکن کی حیثیت سے حدود مقدمات کی براہِ راست سماعت کرتا رہا ہوں۔ اتنے طویل عرصے میں میرے علم میں کوئی ایک مقدمہ بھی ایسا نہیں آیا جس میں زنا بالجبر کی کسی مظلومہ کو اس بنا پر سزا دی گئی ہو کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکی' چار گواہوں یا ملزم کے اقرار کی شرط صرف زنا بالجبر موجب حد کے لئے تھی موجب تعزیر کے لئے نہیں تھی

اگرچہ اس آیت میں ''زنا کرنے والی عورت'' کا بھی ذکر ہے' لیکن خود سورۂ نور ہی میں آگے چل کر اُن خواتین کو سزا سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے جن کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو' چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا' بہت مہربان ہے۔''

اس سے واضح ہوگیا کہ جس عورت کے ساتھ زبردستی ہوئی ہو' اسے سزا نہیں دی جاسکتی' البتہ جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے' اس کے بارے میں زنا کی وہ حد جو سورۂ نور کی آیت نمبر 2 میں بیان کی گئی تھی' پوری طرح نافذ رہے گی۔

2۔ سو کوڑوں کی مذکورہ بالا سزا غیر شادی شدہ اشخاص کے لئے ہے' سنتِ متواترہ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اگر مجرم شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے سنگساری کی یہ حد جس طرح رضامندی سے کئے ہوئے زنا پر جاری فرمائی' اسی طرح زنا بالجبر کے مرتکب پر بھی جاری فرمائی۔

امام ترمذیؒ نے یہ حدیث اپنی جامع میں دو سندوں سے روایت کی ہے' اور دوسری سند کو قابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ (جامع ترمذی)

3۔ ''صحیح بخاریؒ'' میں روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک باندھی کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا تو حضرت عمرؓ نے مرد پر حد جاری فرمائی' اور عورت کو سزا نہیں دی' کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی۔''

لہٰذا قرآن کریم' سنت نبویہ علی صاحبہا السلام اور خلفائے راشدین کے فیصلوں سے یہ بات کسی شبے کے بغیر ثابت ہے کہ زنا کی حد جس طرح رضامندی کی صورت میں لازم ہے' اسی طرح زنا بالجبر کی صورت میں بھی لازم ہے اور یہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد (شرعی سزا) مقرر کی ہے' وہ صرف رضامندی کی صورت میں لاگو ہوتی ہے' جبر کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ پھر کس وجہ سے زنا بالجبر کی شرعی سزا کو ختم کرنے پر اتنا اصرار کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ دراصل ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا ہے جو حدود آرڈی نینس کے نفاذ کے وقت سے بعض حلقے کرتے چلے آرہے ہیں' پروپیگنڈا یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کوئی مظلوم عورت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اُس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زنا بالجبر پر چار گواہ پیش کرے' اور جب وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکتی تو اُلٹا اُسی کو گرفتار کرکے جیل میں بند کردیا جاتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جو عرصۂ دراز سے بے تکان دہرائی جارہی ہے' اور اس شدت کے ساتھ دہرائی جارہی ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اسے سچ سمجھنے لگے ہیں' اور یہی وہ بات ہے جسے صدرِ مملکت نے بھی اپنی نشری تقریر میں اس بل کی واحد وجہ جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔

جب کوئی بات پروپیگنڈے کے زور پر گلی گلی اتنی مشہور کردی جائے کہ وہ بچے بچے کی زبان پر ہو تو اس کے خلاف کوئی بات کہنے والا عام نظروں میں دیوانہ معلوم ہوتا ہے' لیکن جو حضرات انصاف کے ساتھ مسائل کا جائزہ لینا چاہتے ہیں' میں انہیں دلسوزی کے ساتھ دعوت دیتا ہوں کہ وہ براہِ کرم پروپیگنڈے سے ہٹ کر میری آئندہ معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ میں خود پہلے وفاقی شریعت عدالت کے جج کی حیثیت سے اور پھر سترہ سال تک سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ کے رکن کی حیثیت سے حدود آرڈیننس کے تحت درج ہونے والے مقدمات کی براہِ راست سماعت کرتا رہا ہوں۔ اتنے طویل عرصے میں میرے علم میں کوئی ایک مقدمہ بھی ایسا نہیں آیا جس میں زنا بالجبر کی کسی مظلومہ کو اس بنا پر سزا دی گئی ہو کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکی' اور حدود آرڈی ننس کے تحت ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدود آرڈی ننس کے تحت چار گواہوں یا ملزم کے اقرار کی شرط صرف زنا بالجبر موجب حد کے لئے تھی' لیکن اسی کے ساتھ دفعہ 10(3) زنا بالجبر موجب تعزیر کے لئے رکھی گئی تھی جس میں چار گواہوں کی شرط نہیں تھی' بلکہ اس میں جرم کا ثبوت کسی ایک گواہ' طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیہ کار کی رپورٹ سے بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ زنا بالجبر کے بیشتر مجرم اسی دفعہ کے تحت ہمیشہ سزایاب ہوتے رہے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو مظلومہ چار گواہ نہیں لاسکی' اگر اُسے کبھی سزا دی گئی ہو تو حدود آرڈی ننس کی کون سی دفعہ کے تحت دی گئی ہو گی؟ اگر یہ کہا جائے کہ اُسے قذف (یعنی زنا کی جھوٹی تہمت لگانے) پر سزا دی گئی تو قذف آرڈی ننس کی دفعہ 3 استثنا نمبر 3 میں صاف صاف یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ جو شخص قانونی اتھارٹیز کے پاس زنا بالجبر کی شکایت لے کر جائے اُسے صرف اس بناء پر قذف میں سزا نہیں دی جاسکتی کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکا/ کر سکی۔ کوئی عدالت ہوش و حواس میں رہتے ہوئے ایسی عورت کو سزا دے ہی نہیں سکتی' دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اُسی عورت کو رضامندی سے زنا کرنے کی سزا دی جائے' لیکن اگر کسی عدالت نے ایسا کیا ہو تو اس کی یہ وجہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خاتون چار گواہ نہیں لا سکی' بلکہ واحد ممکن وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عدالت شہادتوں کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ عورت کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد پر یہ الزام عائد کرے کہ اس نے زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا ہے' اور بعد میں شہادتوں سے ثابت ہو کہ اس کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے' اور وہ رضامندی کے ساتھ اس عمل میں شریک ہوئی تو اسے سزایاب کرنا انصاف کے کسی تقاضے کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن چونکہ عورت کو یقینی طور پر جھوٹا قرار دینے کے لئے کافی ثبوت عموماً موجود نہیں ہوتا' اس لئے ایسی مثالیں بھی اکا دکا ہیں' ورنہ 99 فیصد مقدمات میں یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ عدالت کو اس بات پر اطمینان نہیں ہوتا کہ مرد کی طرف سے جبر ہوا ہے' لیکن چونکہ عورت کی رضامندی کا کافی ثبوت بھی موجود نہیں ہوتا' اس لئے ایسی صورت میں بھی عورت کو شک کا فائدہ دے کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حدود آرڈی ننس کے تحت پچھلے 27 سال میں جو مقدمات ہوئے ہیں' ان کا جائزہ لے کر اس بات کی تصدیق آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ میرے علاوہ جن جج صاحبان نے یہ مقدمات سنے ہیں اُن سب کا تأثر بھی میں نے ہمیشہ یہی پایا کہ اس قسم کے مقدمات میں جہاں عورت کا کردار مشکوک ہو' تب بھی عورتوں کو سزا نہیں ہوتی' صرف مرد کو سزا ہوتی ہے۔

چونکہ حدود آرڈی ننس کے نفاذ کے وقت ہی سے یہ شور بکثرت مچایا جا رہا ہے کہ اس کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو سزا ہو رہی ہے' اس لئے ایک امریکی اسکالر چارلس کینیڈی یہ شور سن کر ان مقدمات کا سروے کرنے کے لئے پاکستان آیا' اس نے حدود آرڈی ننس کے مقدمات کا جائزہ لے کر اعداد و شمار جمع کئے' اور اپنی تحقیق کے نتائج ایک رپورٹ میں پیش کئے جو شائع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ کے نتائج بھی مذکورہ بالا حقائق کے عین مطابق ہیں۔ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"Women fearing conviction under section 10(2) frequently bring charges of rape under 10(3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under section 10(2)..... the women is exonerated of any wrong doing due to reasonable doubt, rule."
(charles Cannedy: the status of women in Paksitan in in Islamization of Laws P.74)

''جن عورتوں کو دفعہ 10(2) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے' وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ 10(3) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آجاتی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ کو چونکہ کوئی ایسی قرائنی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کر سکے' اس لئے وہ مرد ملزم کو دفعہ 10(2) کے تحت (زنا بالرضا) کی سزا دے دیتا ہے..... اور عورت ''شک کے فائدے'' والے قاعدے کی بنا پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔''

یہ ایک غیر جانبدار غیر مسلم اسکالر کا مشاہدہ ہے' جسے حدود آرڈی ننس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے' اور ان عورتوں سے متعلق ہے جنہوں نے بظاہر حالات رضامندی سے غلط کاری کا ارتکاب کیا' اور گھر والوں کے دباؤ میں آ کر اپنے آشنا کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرایا' اُن سے چار گواہوں کا نہیں' قرائنی شہادت (Circumstantial evidenve) کا مطالبہ کیا گیا' اور وہ قرائنی شہادتِ بھی ایسی پیش نہ کر سکیں جس سے جبر کا عنصر ثابت ہو سکے۔ اس کے باوجود سزا صرف مرد کو ہوئی' اور شک کے فائدے کی وجہ سے اس صورت میں بھی ان کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔

لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ حدود آرڈی ننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کی رُو سے زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورت کو چار گواہ پیش نہ کرنے کی بناء پر اُلٹا سزایاب کیا جاسکے۔

البتہ یہ ممکن ہے اور شاید چند واقعات میں ایسا ہوا بھی ہو کہ مقدمے کے عدالت تک پہنچنے سے پہلے تفتیش کے مرحلے میں پولیس نے قانون کے خلاف کسی عورت کے ساتھ یہ زیادتی کی ہو کہ وہ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آئی' لیکن انہوں نے اسے زنا بالرضا میں گرفتار کر لیا۔ لیکن اس زیادتی کا حدود آرڈیننس کی کسی خامی سے کوئی تعلق نہیں ہے' اس قسم کی زیادتیاں ہمارے ملک کی پولیس ہر قانون کی تنفیذ میں کرتی رہتی ہے' اس کی وجہ سے قانون کو نہیں بدلا جاتا' ہیروئن رکھنا قانوناً جرم ہے' مگر پولیس کتنے بے گناہوں کے سر ہیروئن ڈال کر انہیں تنگ کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہیروئن کی ممانعت کا قانون ہی ختم کر دیا جائے۔

زنا بالجبر کی مظلوم عورتوں کے ساتھ اگر پولیس نے بعض صورتوں میں ایسی زیادتی کی بھی ہے تو فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلوں کے ذریعے اس کا راستہ بند کیا ہے' اور اگر بالفرض اب بھی ایسا کوئی خطرہ موجود ہو تو ایسا قانون بنایا جاسکتا ہے جس کی رُو سے یہ طے کر دیا جائے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کا آخری فیصلہ ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اور جو شخص ایسی مظلومہ کو گرفتار کرے اُسے قرار واقعی سزا دینے کا قانون بھی بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کی بنا پر ''زنا بالجبر'' کی حدِ شرعی کو ختم کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ لہٰذا زیرِ نظر بل میں زنا بالجبر کی حدِ شرعی کو جس طرح بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہے' وہ قرآن و سنت کے واضح طور پر خلاف ہے' اور اس کا خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

فحاشی

زیرِ نظر بل کی دوسری اہم بات اُن دفعات سے متعلق ہے جو فحاشی کے عنوان سے بل میں شامل کی گئی ہیں۔ حدود آرڈیننس میں احکام یہ تھے کہ اگر زنا پر شرعی اصول کے مطابق چار گواہ موجود ہوں تو آرڈیننس کی دفعہ 5 کے تحت مجرم پر زنا کی حد (شرعی سزا) جاری ہو گی' اور اگر چار گواہ نہ ہوں' مگر فی الجملہ جرم ثابت ہو تو اُسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اب اس بل میں حدود آرڈی ننس کی دفعہ 5 کے تحت زنا بالرضا کی حد شرعی تو باقی رکھی گئی ہے جس کے لئے چار گواہ شرط ہیں' لیکن بل کی دفعہ 8 کے ذریعے اُسے ناقابل دست اندازیٔ پولیس قرار دے کر یہ ضروری قرار دے دیا گیا ہے کہ کوئی شخص چار گواہوں کو ساتھ لے کر عدالت میں شکایت درج کرائے۔ پولیس میں اس کی ایف آئی آر (FIR) درج نہیں کی جاسکتی' اور اس طرح زنا قابلِ حد ثابت کرنے کے طریق کار کو مزید دشوار بنایا گیا ہے۔ اسی طرح چار گواہوں کی غیر موجودگی میں زنا کی جو تعزیری سزا حدود آرڈیننس میں تھی' اس میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں:

1۔ حدود آرڈیننس میں اس جرم کو ''زنا موجب تعزیر'' کہا گیا تھا۔ اب زیرِ نظر بل میں اس کا نام بدل کر ''فحاشی'' (Lewdness) کر دیا گیا ہے۔ یہ تبدیلی بالکل درست اور

قابلِ خیر مقدم ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت کی رُو سے چار گواہوں کی غیر موجودگی میں کسی کے جرم کو زنا قرار دینا مشکل تھا' البتہ اُسے ''زنا'' سے کم تر کوئی نام دینا چاہیے تھا۔ حدود آرڈی نینس میں یہ کمزوری پائی جاتی تھی جسے دور کرنے کی سفارش علماء کمیٹی نے بھی کی تھی۔

2۔ حدود آرڈی نینس میں اس جرم کی سزا دس سال تک ہو سکتی تھی' بل میں اسے گھٹا کر پانچ سال تک کر دیا گیا ہے' بہرحال چونکہ یہ تعزیر ہے' اس لئے اس تبدیلی کو بھی قرآن و سنت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

3۔ حدود آرڈی نینس کے تحت ''زنا'' ایک قابل دست اندازیٔ پولیس (Cognizable) جرم تھا۔ زیرنظر بل میں اُسے ناقابل دست اندازیٔ پولیس جرم قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ اس جرم کی ایف آئی آر تھانے میں درج نہیں کرائی جاسکتی' بلکہ اس کی شکایت (Complaint) عدالت میں کرنی ہوگی۔ اور شکایت کے وقت دو عینی گواہ ساتھ لے جانے ہوں گے' جن کا بیان حلفی عدالت فوراً قلم بند کرے گی' اس کے بعد عدالت کو یہ اندازہ ہو کہ مزید کارروائی کے لئے کافی وجہ موجود ہے تو وہ ملزم کو سمن جاری کرے گی' اور آئندہ کارروائی میں ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لئے ذاتی مچلکے کے سوا کوئی ضمانت طلب نہیں کرے گی'

نرالی مثال ہے۔ ہمارے پورے نظامِ شہادت میں حدود کے سوا کسی بھی مقدمے یا جرم کے ثبوت کے لئے گواہوں کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ بلکہ کسی چشم دید گواہ کے بغیر صرف قرائنی شہادت پر بھی فیصلے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ زیرنظر جرم میں طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیہ کی رپورٹیں شہادت کا بہت اہم حصہ ہوتی ہیں' شرعاً تعزیر کسی ایک قابلِ اعتماد گواہ پر بھی جاری کی جاسکتی ہے' اور قرائنی شہادت پر بھی۔ لہٰذا تعزیر کے معاملے میں عین شکایت درج کراتے وقت دو گواہوں کی شرط لگانا فحاشی کے مجرموں کو غیر ضروری تحفظ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

اسی طرح ایسے ملزم کے لئے یہ لازم کر دینا کہ اس سے ذاتی مچلکے کے سوا کوئی اور ضمانت طلب نہیں کی جاسکے گی' عدالت کے ہاتھ باندھنے کے مترادف ہے' مقدمے کے حالات مختلف ہوتے ہیں' اور اسی لئے مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ 296 کے تحت عدالت کو پہلے ہی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حالات مقدمہ کے تحت اگر چاہے تو صرف ذاتی مچلکے پر ملزم کو رہا کر دے' اور اگر چاہے تو اس سے دوسروں کی ضمانت بھی طلب کرے۔ ہلکے سے ہلکے جرم میں بھی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے' لیکن ''فحاشی'' جیسے جرم پر عدالت سے یہ اختیار سلب کر لینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

''زنا بالرضا موجب حد'' اور ''فحاشی'' کو ناقابلِ دست اندازیٔ پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیئے گئے ہیں' وہ ان جرائم کو عملاً ناقابلِ سزا بنا دینے کے مترادف ہیں

اور اگر اندازہ ہو کہ کارروائی کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے تو مقدمہ اسی وقت خارج کر دے گی۔

اس طرح ''فحاشی'' کے جرم کو ثابت کرنا اتنا دشوار بنا دیا گیا ہے کہ اس کے تحت کسی کو سزا ہونا عملاً بہت مشکل ہے۔ اول تو اسلامی احکام کے تحت زنا اور فحاشی کا جرم معاشرے اور اسٹیٹ کے خلاف جرم ہے' محض کسی فرد کے خلاف نہیں' اس لئے اسے قابل دست اندازیٔ پولیس ہونا چاہیے۔ بلاشبہ اس جرم کو قابل دست اندازیٔ پولیس قرار دیتے وقت یہ پہلو ضرور مدنظر رہنا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں پولیس کا جو کردار رہا ہے' اس میں وہ بے گناہ جوڑوں کو جا و بیجا ہراساں نہ کرے۔ اس بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے متعدد فیصلے موجود ہیں جن کے بعد یہ خطرہ بڑی حد تک کم ہو گیا تھا' اور ستائیس سال تک یہ جرم قابل دست اندازیٔ پولیس رہا ہے۔ اور اس دوران اس جرم کی بنا پر لوگوں کو ہراساں کرنے کے واقعات بہت ہی کم ہوئے ہیں۔ لیکن اس خطرے کا مزید سدباب کرنے کے لئے یہ کیا جاسکتا تھا کہ جرم کی تفتیش ایس پی کے درجے کا کوئی پولیس آفیسر کرے' اور عدالت کے حکم کے بغیر کسی کو گرفتار نہ کیا جائے۔ ان اقدامات سے رہا سہا خطرہ ختم ہوسکتا تھا۔

دوسرے شکایت کرنے والے پر یہ ذمہ داری عائد کرنا کہ وہ فوراً حد کی صورت میں چار اور فحاشی کی صورت میں دو عینی گواہ لے کر آئے' ہمارے فوجداری قانون کے نظام میں بالکل

رہی یہ بات کہ اگر مقدمے کی کافی وجہ موجود نہ ہو تو عدالت مقدمہ خارج کر دے گی' سو عدالت کو مجموعۂ فوجداری کی دفعہ 203 کے تحت پہلے ہی یہ اختیار حاصل ہے۔ اُسے اس بل کا دوبارہ حصہ بنانے کا مقصد غیر واضح ہے۔

4۔ حدود آرڈیننس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا موجب حد کا الزام ہو' اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں' لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے تو اسے دفعہ 10(3) کے تحت تعزیری سزا دی جاسکتی تھی۔ لیکن زیرنظر بل کی رُو سے ضابطۂ فوجداری میں دفعہ 203 سی کا جو اضافہ کیا گیا ہے' اس کی شق نمبر 6 میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا موجب حد کے الزام سے بری ہو گیا ہو' اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جاسکتا۔

اب یہ بات ظاہر ہے کہ زنا موجب حد کے لئے جو سخت ترین شرائط ہیں اور بعض اوقات محض فنی وجوہ سے پوری نہیں ہوتیں' ایسی صورت میں جبکہ مضبوط شہادتوں سے فحاشی کا جرم ثابت ہو تو اس پر نہ صرف یہ کہ زنا کا مقدمہ سننے والی عدالت کوئی سزا جاری نہیں کر سکتی' بلکہ اس کے خلاف فحاشی کی کوئی نئی شکایت بھی درج نہیں کی جاسکتی۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایسے شخص کے خلاف فحاشی کا مقدمہ دائر کرنے پر کلی پابندی عائد کر دینا فحاشی کو تحفظ دینے کے سوا اور کیا ہے؟

اسی طرح مجوزہ بل کی دفعہ 12 (اے) میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زنا بالجبر (موجب تعزیر یعنی ریپ) کا الزام ہو تو اس کے مقدمے کو کسی بھی مرحلے پر فحاشی کی شکایت میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

اس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو' اور جبر کے ثبوت میں کوئی شک رہ جائے تو ملزم بری ہو جائے گا' اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔

جس زمانے میں زنا بالرضا کوئی جرم نہیں تھا' اس زمانے میں زنا بالجبر کے ملزمان اپنے دفاع میں یہ موقف اختیار کرتے تھے کہ زنا بے شک ہوا ہے' لیکن عورت کی رضامندی سے ہوا ہے' چنانچہ اگر عورت کی رضامندی کا عدالت کو شبہ بھی ہو جاتا تو وہ ملزم کو بری کر دیتی تھی۔ حدود آرڈیننس میں زنا بالجبر کے ملزم کے لئے اپنے دفاع میں یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہی تھی' کیونکہ عورت کی رضامندی کے باوجود زنا جرم تھا۔ اور جو عدالت زنا بالجبر کے مقدمے کی سماعت کر رہی ہے' وہی اس کو زنا موجب تعزیر کے تحت سزا دے سکتی تھی۔ لیکن اس نئی ترمیم کے بعد تقریباً وہی صورت لوٹ آئی ہے کہ اگر ملزم دھڑلے سے یہ کہے کہ میں نے عورت کی مرضی سے زنا کیا تھا' اور عورت کی مرضی کا کوئی شبہ پیدا کر دے تو کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ وہ عدالت جو اس کا یہ اعتراف سُن رہی ہے' وہ تو اس لئے اس کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتی کہ مذکورہ بالا دفعہ نے اس کا یہ اختیار سلب کر لیا ہے کہ وہ زنا بالجبر کے مقدمے کو کسی وقت فحاشی کی شکایت میں تبدیل کرے۔ اور اگر اس کے خلاف از سرِ نو فحاشی کا مقدمہ دائر کیا جائے تو اس امکان کے بارے میں دفعہ کے الفاظ مجمل ہیں' لیکن اگر کوئی اور وجہ بھی موجود نہ ہو تو دائر نہ کر سکنے کی یہ وجہ بھی کافی ہے کہ اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص دو عینی گواہوں کے ساتھ جا کر عدالت میں استغاثہ (Complaint) دائر کرے' اور یہاں دو عینی گواہ موجود نہیں ہیں' نتیجہ یہ ہے کہ ایسا شخص جرم سے بالکلیہ بری ہو جائے گا' اور اس کے خلاف کسی بھی عدالت میں کوئی نئی کارروائی بھی نہیں ہو سکے گی۔

سوال یہ ہے کہ جس فحاشی کو جرم قرار دیا گیا ہے وہ واقعتاً کوئی جرم ہے یا نہیں؟ اگر جرم ہے تو اس کو تحفظ دینے اور مجرم کو اس کی سزا سے بچاؤ کرنے کے لئے یہ دنیا سے نرالے قواعد کیوں وضع کئے جا رہے ہیں؟

حدود آرڈیننس میں کچھ مزید ترمیمات

زیرنظر بل کے ذریعے حدود آرڈی نینس میں کچھ اور ترمیمات بھی کی گئی ہیں' مثلاً:

1۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب کسی شخص کے خلاف عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہو جائے تو اس کی سزا کو معاف یا کم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ حدود آرڈیننس کی دفعہ 20 شق 5 میں کہا گیا تھا کہ ضابطۂ فوجداری کے باب 19 میں صوبائی حکومت کو سزا معطل کرنے' اس میں تخفیف کرنے یا تبدیلی کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے' وہ حد کی سزا پر

اطلاق پذیر نہیں ہوگا۔ زیرِ نظر بل کے ذریعے حدود آرڈیننس میں ایک اور اہم اور سنگین تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ حدود آرڈیننس کی اس دفعہ 2 شق 5 کو ختم کر دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عدالت کسی کو حد کی سزا دے دے تو حکومت کو ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سزا میں تبدیلی یا تخفیف کر سکے۔ یہ ترمیم قرآن وسنت کے واضح ارشادات کے خلاف ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب:36)

جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن یا مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ پھر بھی اس معاملے میں ان کا کوئی اختیار باقی رہے۔

اور آنحضرت ﷺ کا وہ واقعہ مشہور و معروف ہے جس میں آپؐ نے ایک ایسی عورت کے حق میں سفارش کرنے پر جس پر حد کا فیصلہ ہو چکا تھا اپنے محبوب صحابی حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو تنبیہہ فرمائی، اور فرمایا کہ محمد ﷺ کی بیٹی بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔" (صحیح بخاری)

"قذف آرڈیننس" میں یہ ترمیم بھی قرآن وسنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جا سکے گی

اس بنا پر پوری امت کا اجماع ہے کہ حد کو معاف کرنے اور اس میں تخفیف کا کسی بھی حکومت کو اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی صراحتاً قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

2۔ حدود آرڈیننس کی دفعہ 3 میں کہا گیا تھا کہ اس آرڈیننس کے احکام دوسرے قوانین پر بالا رہیں گے، یعنی اگر کسی دوسرے قانون اور حدود آرڈیننس میں کہیں کوئی تضاد ہو تو حدود آرڈیننس کے احکام قابل پابندی ہوں گے۔ زیرِ نظر بل میں اس دفعہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔

یہ وہ دفعہ ہے جس سے نہ صرف بہت سی قانونی پیچیدگیاں دور کرنا مقصود تھا، بلکہ ماضی میں بہت سی ستم رسیدہ خواتین کی مظلومیت کا سدِ باب اس دفعہ کے ذریعے ہوا تھا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عائلی قوانین کے تحت اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ طلاق اس وقت تک مؤثر نہیں ہوتی جب تک اس کا نوٹس یونین کونسل کے چیئرمین کو نہ بھیجا جائے۔ اگرچہ شرعی اعتبار سے طلاق کے بعد عدت گزار کر عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے، لیکن عائلی قوانین کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک یونین کونسل کو طلاق کا نوٹس نہ جائے قانوناً وہ طلاق دینے والے شوہر کی بیوی ہے اور اسے کہیں اور نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ اب ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ شوہر نے طلاق کا نوٹس یونین کونسل میں نہیں بھیجا، اور عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر عدت کے بعد دوسری شادی کر لی۔ اب اس ظالم شوہر نے عورت کے خلاف زنا کا دعوی کر دیا، کیونکہ عائلی قوانین کی رُو سے وہ ابھی تک اُسی کی بیوی تھی۔ جب اس قسم کے بعض مقدمات آئے تو سپریم کورٹ کی شریعت بنچ نے حدود آرڈیننس کی دوسرے امور کے علاوہ اس دفعہ 3 کی بنیاد پر ان خواتین کو رہائی دلوائی، اور یہ کہا کہ آرڈیننس چونکہ شریعت کے مطابق بنایا گیا ہے، اور شریعت میں اس عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے، اس لئے اُس کے نکاح کے بارے میں عائلی قانون کا اطلاق نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ قانون دوسرے تمام قوانین پر بالا ہے۔

اب اس دفعہ کو ختم کرنے کے بعد، اور بالخصوص آرڈیننس میں نکاح کی جو تعریف تھی، اسے بھی بل کے ذریعے ختم کر دینے کے بعد ایک مرتبہ پھر خواتین کے لئے یہ دشواری پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔

علماء کمیٹی میں ہم نے یہ مسئلہ اُٹھایا تھا، اور بالآخر اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ اس کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ لکھی جائے گی:

"In the interpretation and application of this ordinance the injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah shall have effect not with standing any thing contained in any other law for the time being in force."

یعنی: "اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں بہر صورت مؤثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔"

لیکن اب جو بل قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا ہے، اس میں سے یہ دفعہ بھی غائب ہے، اور اس کے نتیجے میں بہت سے مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

3۔ قذف آرڈیننس کی دفعہ 14 میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان کا طریقہ درج ہے، یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اُسے لعان کی کارروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی۔ اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا، جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو، زیرِ نظر بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی، اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔

نیز قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ زیرِ نظر بل میں یہ حصہ بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں، جبکہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے، اور اُسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔

لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی قرآن وسنت کے احکام کے خلاف ہے۔

4۔ زنا آرڈیننس کی دفعہ 20 میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر عدالت کو شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو کہ ملزم نے کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا ہے جو حدود آرڈیننس کے علاوہ کسی اور قانون کے تحت جرم ہے، تو اگر وہ جرم عدالت کے دائرہ اختیار میں ہو تو وہ ملزم کو اُس جرم کی سزا دے سکتی ہے۔

یہ دفعہ عدالتی کارروائیوں میں پیچیدگی ختم کرنے کے لئے تھی، لیکن زیرِ نظر بل میں عدالت کے اس اختیار کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

زیرِ نظر بل میں صورتحال یہ ہے کہ زنا سے ملتے جلتے تمام تعزیری جرائم کو حدود آرڈیننس سے نکال کر تعزیرات پاکستان میں منتقل کر دیا گیا ہے اور حدود آرڈیننس میں صرف زنا بالرضا موجب حد کا جرم باقی رہ گیا ہے۔ لہٰذا اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی مرد پر زنا موجب حد کا الزام ہو، لیکن شہادتوں کے نتیجہ میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ مرد نے عورت پر زبردستی کی تھی، یا زنا ثابت نہ ہو، لیکن عورت کو اغوا کرنا ثابت ہو جائے تو عدالت ملزم کو نہ ریپ کی سزا دے سکے گی، نہ اغوا کرنے کی، اور عدالت یہ جانتے بوجھتے اُسے چھوڑ دے گی کہ اس نے عورت کو اغوا کیا تھا، اور اس پر زبردستی کی تھی، اُس کے بعد یا تو ملزم بالکل چھوٹ جائے گا، یا اُس کے لئے از سرِ نو اغوا کی نالش کرنی ہوگی، اور عدالتی کارروائی کا نیا چکر نئے سرے سے شروع ہوگا۔

قانون سازی بڑا نازک عمل ہے، اس کے لئے بڑے ٹھنڈے دل ودماغ اور یکسوئی اور غیر جانبداری سے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور جب پروپیگنڈے کی فضا میں صرف نعروں سے متاثر اور مرعوب ہو کر قانون سازی کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ اسی قسم کی صورت حال کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر عدالتیں نئے قانون کی تعبیر وتشریح کے لئے عرصۂ دراز تک قانونی موشگافیوں میں الجھی رہتی ہیں۔ مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اور مظلوموں کی دادرسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ چند جزوی خامیوں کو چھوڑ کر جن کا مفصل ذکر پیچھے آ گیا ہے، زیرِ نظر بل کی اہم خرابیاں یہ ہیں:

1۔ زیرِ نظر بل میں "زنا بالجبر" کی حد کو جس طرح بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہے، وہ قرآن وسنت کے احکام کے (باقی صفحہ 11 پر)

قابلِ احترام جرم

اوریا مقبول جان

لندن شہر کے بیچوں بیچ پکاڈلی سرکس کے ساتھ ایک علاقہ ہے جس کا نام سوہو ہے۔ یہ علاقہ صدیوں سے عیش پرستوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک رہا ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جس میں ایک زمانے میں غربت و افلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر کارل مارکس نے رہائش اختیار کی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ شرفاء اس جگہ رہنا پسند نہیں کرتے تھے اس لئے مکان سستے کرائے پر مل جاتا تھا۔ اسی بازار کی گلیوں میں دنیا کا پہلا سیریل قاتل جیک دی رپر عصمت فروش عورتوں کو تسکین کے لئے قتل کیا کرتا تھا۔ اس علاقے کے ٹیلی فون بوتھ تک ایسی عورتوں کے اشتہاروں سے بھرے ملتے تھے جو جسم فروشی کا کاروبار کرتی ہیں۔

لیکن برطانیہ میں 80ء کی دہائی میں ایک سخت گیر خاتون مارگریٹ تھیچر برسراقتدار آئی۔ یہ علاقہ اس دوران چاروں طرف پھیلتا جا رہا تھا۔ ادھر انسانی حقوق کے علمبردار اور حقوق نسواں کے پرچارک اس سب کی حمایت اس لئے کر رہے تھے کہ وہ اسے لوگوں کا ذاتی مسئلہ اور کاروبار سمجھتے تھے۔ ادھر شرفا اس کے قرب و جوار کو بھی چھوڑنے پر مجبور تھے۔ ایسے میں مارگریٹ تھیچر نے اس علاقہ کی صفائی کا اعلان کر دیا۔ پولیس کے کارندے دندناتے ہوئے وہاں گئے اور عورت کی آزادی' حرمت اور کاروبار کے نام پر پناہ حاصل کئے ہوئے اس کاروبار کو ختم کر دیا۔ نہ وہ دکانیں وہاں رہیں اور نہ ہی چار دیواری کے اندر کام کرنے والی دیویاں۔

نیویارک شہر ایسے ہی کاروبار کی وجہ سے دنیا بھر میں بدنام تھا۔ جرم کا پودا اسی کاروبار کے گرد پھیلتا پھولتا ہے۔ براڈوے نیویارک کا ایک ایسا مقام تھا بلکہ ہے' جہاں عیش وعشرت کے پروانے منڈلاتے تھے۔ اس علاقے سے چاروں طرف جانے والی سڑکوں' زیر زمین ریلوے سٹیشنوں اور دور تک پھیلی ریلوے لائن کے ساتھ لگے کھمبوں کے ساتھ خواتین ہوتیں اور یہ پروانے انہیں گاڑیوں میں بٹھا بٹھا کر لے جاتے۔ انسانی حقوق کے ترجمانوں کے لئے یہ بالکل دو لوگوں کے درمیان ایک ذاتی فعل تھا۔ ان کے ہاں بالرضا اس جرم کی سزا تو جبر کا ایک روپ ہے۔ یہ لوگ آج تک 26 جولائی والے دن نیویارک میں ہونے والے ہم جنسوں پر تشدد کا دن مناتے ہیں اور اسے ایک بالرضا فعل قرار دیتے ہیں۔

ایسے میں 90ء کی دہائی میں ایک شخص روڈی جولیانی نیویارک کا میئر منتخب ہوا۔ اسے احساس ہوا کہ تمام جرائم کی جڑ یہ بالرضا جرم ہے۔ سارے قتل' سارے اغواء' ڈکیتیاں اور منشیات سب کا ماخذ یہی ہے۔ اس نے پولیس چیف کو بلایا اور کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ پولیس بڑے بڑے ٹرک لے کر جاتی اور ان علاقوں سے ایسی خواتین کو بھرتی اور دور دراز ویرانوں میں چھوڑ آتی۔ روتی پیٹتی یہ خواتین واپس آتیں تو دوبارہ ایسا ہی ہوتا۔ نہ کسی کے چہرے پر لکھا ہوتا تھا کہ یہ فاحشہ ہے اور نہ ہی گواہوں کی موجودگی میں اس فعل کا ارتکاب ہو رہا ہوتا تھا۔ لیکن ایک یقین تھا کہ برائی کے تانے بانے کہاں سے پھوٹتے ہیں اور پھر دنیا نے دیکھا کہ نیویارک شہر دنیا کے جرم کے نقشے سے غائب ہو گیا۔

ان دونوں شہروں کی داستان ذہن میں لا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر مارگریٹ تھیچر یا روڈنی جولیانی کے ہاتھ زنا بالرضا کے قانون نے باندھ دیئے ہوتے' اسے ایسے افراد کے خلاف ایکشن لینے کے لئے پہلے گواہوں کو اکٹھا کرنا پڑتا اور پھر درخواست لے کر جج کی عدالت میں جانا پڑتا اور اگر جج اس درخواست کو خارج کر دیتا تو وہ دونوں اپنا سا منہ لے کر واپس آ جاتے اور وہ خاتون عزت و توقیر کے ساتھ کیمروں کی روشنی میں پارسائی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتی۔ لیکن شاید دنیا بھر کے ممالک میں ہم وہ پہلے ''مہذب'' اور انسانی حقوق کے علمبردار ملک ہیں' جہاں کسی ایسی خاتون کے بارے میں اطلاع فراہم کرنے' اس کے خلاف درخواست دینے یا اسے ایسی حرکات و سکنات سے باز رکھنے کے لئے پولیس کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا جا سکتا۔

> سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
>
> **"جس قوم میں زنا کی کثرت ہو جائے' وہاں وبائیں پھوٹ پڑتی ہیں۔"**

حیرت کی بات ہے کہ چوری' ڈاکہ' رہزنی' ملاوٹ' ذخیرہ اندوزی حتیٰ کہ جیب کترنے جیسے معمولی جرم پر بھی پولیس کارروائی کر سکتی ہے لیکن زنا بالرضا ایک ایسا مقدس و محترم اور باعزت جرم ہے کہ جس کے لئے صرف اور صرف عدالت کے جج کے پاس گواہوں سمیت جائیں ورنہ کسی تھانیدار کی کیا جرأت اور کیا اوقات کہ ایسے محترم لوگوں کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر دیکھے۔

اب اندازہ کیجئے ایک ایسے محلے میں جہاں چند باعزت اور شریف لوگ سکون سے زندگی گزار رہے ہوں' وہاں ایک عورت گھر لے لیتی ہے' وہ کوئی کاروبار یا دھندا نہیں کرتی' نہ اس کے پاس ایسی لڑکیاں ہیں' جنہیں ان مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکے' لیکن اس کے گھر میں بڑی بڑی گاڑیوں' صاحب اثر لوگوں اور گن مینوں سے مسلح افراد کی آمد و رفت شروع ہو جاتی ہے۔ گھر راتوں کو آباد اور دن کو ویران ہو جاتا ہے۔ لوگ سہمے ہوئے' دبکے ہوئے' اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل پاتے۔ بچیاں دروازوں سے باہر جھانکتے ہوئے ڈرتی ہیں' اگر کوئی خوف کا مارا کسی تھانیدار کے پاس جائے گا بھی تو وہ اسے گواہ جمع کرنے اور جج کے پاس جانے کا قیمتی مشورہ عنایت کرے گا اور اگر عورت کو علم ہو گیا کہ اس شخص نے اس کے خلاف رپورٹ کرنے کی کوشش کی ہے تو وہ قانون کی نئی دفعہ 496 الف کے تحت پولیس میں رپورٹ درج کرا سکے گی کہ یہ ''شریف انسان'' اندر سے ایک شیطان ہے اور مجھے ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔ بس پھر کیا ہے' دندناتی ہوئی پولیس آئے گی' اسے ناقابل ضمانت جرم میں گرفتار کر کے لے جائے گی۔ جب تک مقدمہ چلتا رہے گا' وہ جیل میں سڑتا رہے گا اور پھر یا تو سات سال سزا ہو جائے گی یا دو تین سال بعد ''باعزت'' بری ہو جائے گا۔

میں اس ''مقدس' محترم اور باعزت'' جرم کے بارے میں اپنے اردگرد پھیلے ہزاروں معاشرتی ''مصلحین'' اور این جی اوز کی جذباتی وابستگی دیکھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے۔ جس ملک میں ایک گھنٹے میں سو سے زیادہ عورتیں زچگی کے دوران مرتی ہوں' فاقوں سے خودکشی کرتی ہوں' سب سے زیادہ ٹی بی کی شکار ہوں' جنہیں صحت' تعلیم' خوراک اور چھت تک میسر نہ ہو' آج تک کوئی ہسپتال کے دروازے پر دم توڑتی عورت کے لئے بینرز لے کر باہر نہ آیا لیکن جس عورت کے تحفظ کے لئے دنیا بھر کے ممالک کی بے پناہ امداد اپنے منظور نظر کارکناں تک پہنچی اور فتح ان کا مقدر بنی' اب اس کا یہ ''جرم'' معزز' محترم اور مکرم ہو گیا ہے۔ ڈرتا ہوں اس دن سے جب ہر محلے کے گھروں کے درمیان ایک ایسی عورت آ کر آباد ہو گئی تو پھر کیا ہو گا؟ ایسے شرفاء اگر ہجرت بھی کر گئے تو انہیں پناہ دینے والا بھی شاید میسر نہ آ سکے۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پر بات ختم کرتا ہوں' فرمایا: ''جس قوم میں زنا کی کثرت ہو جائے' وہاں وبائیں پھوٹ پڑتی ہیں۔'' یاد رکھیے! صاف پانیوں اور ستھری گھاس پر پلنے والا ڈینگی وائرس کا مچھر تو ایک آغاز ہے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

تحفظ نسواں بل: قرآن وسنت کی عدالت میں

حافظ حسن مدنی

اسلامی ریاست کے ایک بنیادی تقاضے کی تکمیل اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف اہم پیش رفت کرتے ہوئے 10رفروری 1979ء کو جنرل ضیاء الحق نے حدود آرڈیننس نافذ کیا، بعد میں 1985ء کی اسمبلی نے اس کی توثیق کرکے آرڈیننس کو 'حدود قوانین' کا درجہ دیا۔ اس کے بعد ملک میں کئی اسمبلیاں بنیں اور ختم ہوئیں لیکن اُنہوں نے حدود قوانین کی ترمیم وتنسیخ کی بجائے ان کو برقرار رکھ کر اپنی مہر تصدیق ثبت کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے متعدد بار اور سرحد اسمبلی نے 2003ء میں ان قوانین کے مطابق اسلام ہونے کی قرارداد منظور کی۔ دو مرتبہ پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں ان قوانین کی تنسیخ کا بل پیش کیا، لیکن اُنہیں سندِ قبولیت نہ مل سکی!

گذشتہ ڈیڑھ دو برس سے ان قوانین کے خلاف این جی اوز کی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ بعض ابلاغی اداروں کے اشتراک کے ساتھ روشن خیال حکومت نے اس بل کو منظور کرانا اپنا اوّلین ہدف قرار دیا تاکہ اپنے نظریاتی حامیوں کی کلی تائید اور بیرونی حمایت حاصل کی جاسکے۔ میڈیا کے یکطرفہ پروپیگنڈے اور ملک میں فردِ واحد کے اقتدار کے بل بوتے پر ایک ایسا قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور ہوا، جو نہ صرف اسلام اور دستورِ پاکستان سے متصادم ہے بلکہ اس میں مسلم معاشرے کی تہذیبی روایات اور مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کی کھلم کھلا جسارت بھی کی گئی ہے۔

پہلے تو 'حدود قوانین' کو مسلسل کئی ماہ میڈیا پر ٹرائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جولائی راگست میں اقتدار کے ایوانوں میں اس پر بحث مباحثہ شروع ہوا، اور 21راگست 2006ء کو اسے قومی اسمبلی میں پیش کردیا گیا۔ اس بل کا اصل نام تو 'فوجداری ترمیمی بل 2006ء' تھا، لیکن خواتین کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے سلیکٹ کمیٹی کی اوّلین ترمیم کی رو سے اس کا نام 'تحفظ خواتین بل 2006ء' رکھنا قرار پایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کا سارا بل زنا کی شرعی سزا میں ترمیم وتخفیف کے گرد ہی گھومتا ہے۔ بل کی 29 ترامیم ہیں جن کے ذریعے 22 دفعات پر مشتمل 'حد زنا آرڈیننس 1979ء' کی 12 دفعات کو منسوخ اور 6 کو تبدیل کردیا گیا ہے۔ ایسے ہی اس بل کے ذریعے 'حد قذف آرڈیننس' کی 20 دفعات میں سے بھی 8 کو منسوخ اور 6 میں حذف وترمیم تجویز کی گئی ہے جس کے بعد حد زنا آرڈیننس میں محض 4 دفعات اور حد قذف آرڈیننس میں محض 6 دفعات اپنی اصل صورت میں صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں۔

قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کردیا گیا، 15 رکنی سلیکٹ کمیٹی نے 4 ستمبر کو اس میں 8 ترامیم تجویز کیں۔ انہی دنوں حکومت کی دعوت پر ملک کے ممتاز علماء نے 11رستمبر کو تین ابتدائی ترامیم پیش کیں۔ حکومت نے اُنہیں بل میں شامل کرنے کا نہ صرف وعدہ کیا بلکہ انہیں شامل کرنے کا خوب ڈھنڈورا بھی پیٹا، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ اسمبلی سے منظور ہونے والے حالیہ بل میں، ان میں سے ایک ترمیم بھی شامل نہیں کی گئی۔ دوسری طرف 13رنومبر کو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اس بل میں مزید 4 ترامیم تجویز ہوئیں اور آخر کار 15رنومبر کو سلیکٹ کمیٹی کی 8 ترامیم سمیت، 13رنومبر کی مزید 4 ترامیم شامل کرکے قومی اسمبلی نے حدود قوانین میں ترمیم کا بل پاس کرلیا۔

> پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی...... کہ بہن بھائی آپس میں شادی کرسکتے ہیں...... کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزا میں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے کھلم کھلا جنگ ہے

ملک کے ممتاز اور جید علماء (جو کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہیں) کا موقف پہلے بھی یہ تھا کہ حکومت کا تیار کردہ بل خلافِ اسلام ہے، اگر اس بل میں یہ تین ترامیم کردی جائیں تو بل کی خامی میں قدرے کمی واقع ہوسکتی ہے، لیکن وعدے کے باوجود ان ترامیم کو نظر انداز کیا گیا۔ اب 15رنومبر کو منظور ہونے والے بل کے بارے میں بھی ملک بھر کے تمام علمائے کرام کا متفقہ موقف یہی ہے کہ یہ بل اسلام سے متصادم ہے۔ یاد رہے کہ اس بل کے خلافِ اسلام ہونے پر کسی ایک عالم دین یا کسی دینی حلقہ کا بھی آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حدود آرڈیننس پر شدید تنقید کرنے والے دانشور بھی اس بل کے غلط ہونے پر علمائے کرام کے ہم نوا ہیں، اس کے باوجود حکومت لگاتار اپنے دعوے اور فتوے پر ہی مصر ہے!!

تحفظ خواتین بل میں خلافِ اسلام ترامیم

بل کی ترمیم نمبر 7 کے الفاظ یہ ہیں:

''496ب) زنا: a ایسے مرد اور عورت جن کی آپس میں شادی نہ ہوئی ہو، اگر رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ زنا کے مرتکب ہوں گے۔

b زنا کے مرتکب مرد وعورت کو جو سزا دی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہوسکتی ہے اور اُنہیں ۱۰ ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ ☆

496ج) زنا کے جھوٹے الزام کی سزا: جو کوئی بھی کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا گواہی دے وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ 10 ہزار روپے کے جرمانے کا مستوجب ہوگا۔''

تبصرہ: (1) اس ترمیم کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں دو دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسلام کا معمولی علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ ان دونوں جرائم کی سزائیں صریحاً خلافِ اسلام ہیں۔ زنا کی سزا قرآنِ کریم میں یہ بیان ہوئی ہے:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور: 8)

''زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے کی سزا دو۔''

قرآنِ کریم کا واضح حکم یہ ہے کہ زانی کی سزا 100 کوڑے ہے، جبکہ منظور کردہ بل میں اس کی سزا زیادہ سے زیادہ 5 سال قید یا جرمانہ رکھی گئی ہے۔ یعنی کم سے کم سزا محض چند روز قید اور چند روپے جرمانہ بھی ہوسکتی ہے۔ کیا زنا کی سزا میں یہ ترمیم خلافِ اسلام نہیں؟

ممکن ہے، کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس سزا میں پارلیمنٹ یا حاکم وقت کو ترمیم یا تخفیف کا اختیار ہے۔ لیکن ایسا دعویٰ محض قرآن وسنت سے لاعلم شخص ہی کرسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں واضح طور پر بتادیا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (الاحزاب)

''کسی مؤمن اور مؤمنہ کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمادیں تو اپنے پاس سے نئے فیصلے کرنا شروع کردیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول

کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی کا شکار ہو گیا۔''

اللہ کی طے کردہ عقوبات (حدود اللہ) میں حاکم وقت یا پارلیمنٹ تو کجا، کسی شیخ الاسلام اور مجتہد العصر کو بھی ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔ اسلام میں نبی کریم ﷺ سے بڑی حیثیت کسی کی نہیں ہو سکتی، لیکن ان حدود اللہ میں کوئی ترمیم یا کمی بیشی کرنے کے آپ ﷺ بھی مجاز نہیں۔ دورِ نبویؐ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ''قریشی قبیلہ کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، تو نبی کریم ﷺ کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کے ذریعے صحابہ کرامؓ اس عورت (فاطمہ) کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش لے کر آئے۔ آپ ﷺ ان کی اس جسارت پر سخت ناراض ہوئے اور یہ تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا:

أتشفع في حد من حدود الله. لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد يدها (صحیح بخاری)

''کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو محمد ﷺ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے۔''

اس مشہور واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حدود اللہ میں تبدیلی کا اختیار روئے کائنات میں کسی کے پاس بھی نہیں، اشرف المخلوقات

زنا کا تعلق ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کردینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ 16 برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کر سکے گا

اور سید المرسلینؐ کے پاس بھی اگر یہ اختیار ہوتا تو آپ اپنے پیارے صحابہؓ کی بات تسلیم کر لیتے اور اس قریشی عورت کی سزا میں تخفیف فرما دیتے۔

پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ مزید برآں دستورِ پاکستان کی دفعات کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی ..... کہ بہن بھائی آپس میں شادی کر سکتے ہیں..... کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزا میں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلم کھلا جنگ ہے!!

(2) جس طرح اسلام میں زنا کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور اس میں تبدیلی کا کوئی بھی مجاز نہیں، اسی طرح اسلام نے زنا کے جھوٹے الزام (تہمت یا قذف) کی سزا بھی متعین کر دی ہے۔ موجودہ بل میں زنا کی تہمت (قذف) کی شرعی حد میں بھی ترمیم کی جسارت کی گئی ہے۔ تہمت یا قذف کی سزا بڑی مشہور ہے، جس کی بنیاد یہ آیت کریمہ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ (النور: 4)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں، انہیں 80 کوڑے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔''

زنا کی تہمت کی سزا ایک طرف قرآن کریم بیان کرتا ہے اور دوسری طرف ہماری حکومت اسے بھی پانچ سال قید میں تبدیل کر رہی ہے۔ اوپر درج کردہ قرآنی آیات اور فرامین رسولؐ کی رو سے کس نے حکومت یا ارا کین پارلیمنٹ کو حدود اللہ میں ترمیم و تخفیف کا یہ اختیار دیا ہے؟

(3) تحفظ خواتین بل 2006 کی ترمیم نمبر 5 کے الفاظ یہ ہیں کہ ''کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا، جب وہ کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات میں کسی صورت میں جماع کرے:

1۔ اس کی مرضی کے خلاف

2۔ اس کی رضامندی کے بغیر .....

5۔ لڑکی کی رضامندی یا اس کے بغیر، جب کہ وہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہو۔''

اس ترمیم سے پہلی بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف یا اس کی رضامندی کے بغیر کیا جانے والا جنسی فعل 'زنا بالجبر' کہلائے گا۔ اس قانون کی رو سے کوئی شوہر اگر اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اس سے جماع کرتا ہے تو وہ بھی زنا بالجبر کا مجرم قرار دیا جائے گا۔ یہ ترمیم اسی مطالبے کی بازگشت ہے جو مغربی حقوقِ نسواں اور این جی اوز کی پروردہ عورتیں کافی عرصہ سے کر رہی ہیں اور چند ماہ قبل پیپلز پارٹی کی ایک رکن قومی اسمبلی کا یہ مطالبہ قومی اخبارات میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ یہ تو روشن خیال اور مغرب نواز لوگوں کا مطالبہ ہے جس کے برعکس نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی پڑھ لیجئے کہ

(إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح) (صحیح بخاری)

''جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر صبح ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔''

اس ترمیم کے خلاف اسلام ہونے میں کسی شخص کو معمولی سا شک و شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔

(4) اوپر درج کردہ ترمیم کو صورت نمبر 5 کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ 16 برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا بالجبر قرار پائے گا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں عورت سزا سے مستثنیٰ ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ 16 برس سے کم عمر کی ہر لڑکی زنا کی سزا سے مستثنیٰ قرار پائے گی۔ اس ترمیم کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بل کے آخر میں درج کردہ 'بیان اغراض و وجوہ' کا پیرا نمبر 14 ملاحظہ ہو:

''عصمت دری کا الزام لگانے کے لئے عورت کی مرضی [مرد کے] دفاع کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر عورت کی عمر 16 سال سے کم ہو تو مذکورہ مرضی کو دفاع کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔''

یہ ترمیم نہ صرف خلافِ قانون ہے بلکہ خلافِ اسلام بھی۔ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 83 کی رو سے 7 تا 12 برس کا بچہ ہر بچی فوجداری جرم کی مسئولیت سے مستثنیٰ ہے، اس سے بڑی عمر کے بچے کو یہ رعایت حاصل نہیں۔ پھر زنا کے جرم کو ایسا کیا خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ عورت کو 16 برس تک زنا کے جرم سے چھوٹ دے دی جائے؟ یوں بھی زنا کا تعلق بنیادی طور پر ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے جو مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف عمروں میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کر دینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ 16 برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کر سکے گا!!

یہ شق خلافِ اسلام بھی ہے کیونکہ اسلام نے زنا کی سزا کو عمر کی بجائے جسمانی بلوغت کی علامتوں کے ساتھ منسلک کیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 2470 میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی موجود ہے۔ اس ترمیم کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لڑکیوں کو 16 سال تک زنا کے جرم سے چھوٹ ملنے کے بعد بچوں میں بدکاری پھیل جائے گی، اور ایسی بری عادات کا شکار بچے مستقبل میں بھی جنسی بے راہ روی کا شکار رہیں گے۔ اس امر سے بھی کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ 16 سال سے کم عمر لڑکیاں اپنی رضامندی سے جنسی فعل کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ لاس اینجلس ٹائمز کی 4 مارچ 2005ء کی رپورٹ میں اسی شہر کے چھٹی کلاس کے طلبہ وطالبات کا ایک سروے شائع کیا گیا تو 70 فیصد بچے جنسی بے راہ روی کے مرتکب پائے گئے۔ ایسے ہی آئے روز سکولوں کی طالبات کے حاملہ ہونے کی خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(5) قومی اسمبلی میں منظور ہونے والے بل کی شق نمبر 5 کے ذریعے زنا بالجبر کو تعزیراتِ پاکستان میں (دفعہ 375 کے تحت) شامل کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے زنا رضامندی سے ہو یا زبردستی سے، ہر دو کو زنا ہی کہا جاتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے زنا کو رضا اور جبر کی بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں تقسیم کیا ہے۔ جس طرح زنا کے بعض کیسوں میں عورت کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے لیکن زنا بالقتل جرم وسزا کی کوئی اصطلاح نہیں، اسی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی شریعت کی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ زنا جیسے بھی ہو، اس کے لئے کتاب وسنت میں حدود اللہ بیان کر دی گئی ہیں، چنانچہ زنا بالجبر کی نئی اصطلاح وضع کر کے فعل زنا کی بعض واقعاتی صورتوں کو حدود اللہ سے نکالنا خلافِ اسلام ہے۔ فعل زنا کی تمام صورتوں کو حدود آرڈیننس میں ہی ہونا چاہئے۔ حدود آرڈیننس سے زنا کی سزا کو نکالنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جبری زنا کی صورت میں زنا کی شرعی حد کی بجائے صرف تعزیری سزا ہی دینا ممکن ہوگا۔ یہ امر خلافِ اسلام ہے کہ فعل زنا کی سزا حد کی بجائے محض تعزیری بنا دی جائے!

(6) بل کی شق نمبر 5 کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں شامل کی جانے والی دفعہ 376 میں زنا بالجبر کی سزا کو سزائے موت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت سے جبری زنا ہو تو اس صورت میں بھی زانی کی سزا موت نہیں بلکہ کنوارے کے لئے 100 کوڑے+علاقہ بدری اور شادی شدہ کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔ موطأ امام مالکؒ ودیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور کا مشہور واقعہ موجود ہے کہ

''ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو شکایت کی کہ اس کے مہمان نے اس کی بہن سے جبراً زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپؓ نے اس سے تفتیش کی تو اس نے اعتراف کرلیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اسے 100 کوڑے لگائے اور ایک برس کے لئے فدک کے علاقے میں جلاوطن کردیا۔ اور عورت کو نہ تو کوڑے لگائے، نہ ہی جلاوطن کیا' کیونکہ زانی نے اسے مجبور کیا تھا۔ (ایک سالہ جلاوطنی کے بعد) حضرت ابو بکرؓ نے زانی کو حکم دیا کہ اب اسی عورت سے نکاح کرو۔'' (موطا: کتاب الحدود، حدیث 13)

ایسا ہی ایک واقعہ صحیح بخاری اور دوسری کتبِ حدیث میں حضرت عمر فاروقؓ کے دور کا بھی موجود ہے جب خلیفہ عمر فاروقؓ نے جبری زنا کرنے والے مرد کو کوڑوں کی سزا دی۔

اگر زنا بالجبر کی سزا موت ہوتی تو پھر ابو بکر صدیقؓ زانی کو مجبور عورت سے نکاح کرنے کا حکم کیونکر دے پاتے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلافِ اسلام ہے۔ جن لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں جبری زنا کی سزا بیان نہیں ہوئی، وہ سورۃ النور میں زنا کی سزاؤں کے بعد اسی سورۃ کی اگلی آیات کو نظر انداز کردیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جبری زنا کی شکار عورت کو زنا کی سزا سے مستثنیٰ کردیا ہے:

﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور: 33)

''اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔''

(7) تحفظِ خواتین بل میں خلافِ اسلام امر یہ بھی ہے کہ اقدامِ زنا، مبادیاتِ زنا یا بوس وکنار وغیرہ کی سزائیں منسوخ کردی گئی ہیں۔ جبکہ حدود آرڈیننس 1979ء میں نہ صرف ان جرائم کی سزائیں بھی مقرر کی گئی تھیں بلکہ اس کی دفعہ 20 کی شق اوّل میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اگر عدالت کو بعض دیگر ایسے چھوٹے موٹے جرائم کا علم ہو جائے جو اس کے دائرۂ اختیار میں ہوں تو وہ ان کی سزا بھی سنا سکتی ہے۔ لیکن موجودہ بل نے نہ صرف اس دفعہ 20 بلکہ حدود آرڈیننس میں درج دیگر سزاؤں مثلاً سرعام فحاشی، برہنہ کرنا یا اقدامِ زنا وغیرہ کو بھی منسوخ کردیا ہے۔ نہ معلوم اس سے عورتوں کو تحفظ دیا جارہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جارہی ہے.....؟

طرفہ تماشا ہے کہ اس ملک میں اقدامِ قتل کی سزا تو موجود ہے تو لیکن اقدامِ زنا کی کوئی سزا موجود نہیں جبکہ اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے مبادیات اور اس کی طرف لے جانے والے مراحل بھی ممنوع کردیے ہیں۔ سید المرسلین نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف اجنبی مرد وعورت کی خلوت کو حرام قرار دیا (صحیح بخاری: 4832) بلکہ یہاں تک فرمایا:

(العينان تزنيان واليدان تزنيان والرّجلان تزنيان ويحقق ذلك الفرج أو يكذبه)
(صحیح ابن حبان: 4964)

''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، ہاتھ اور پاؤں بھی۔ اور شرمگاہ اس (زنا) کی تصدیق یا تکذیب کردیتی ہے۔'' یعنی اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتی یا ردّ کردیتی ہے۔

ایسے ہی دوسرے کے گھر میں جھانکنے پر اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دے تو نبی کریم ﷺ نے اس آنکھ کے ضیاع کو رائیگاں قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم: 4014)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صرف زنا ہی اکیلا جرم نہیں بلکہ دوسروں کے حُرم (قابلِ احترام جگہ یا خواتین) سے نظر بازی کرنا بھی سنگین جرم ہے۔

پارلیمنٹ سے پاس ہونے والے بل میں خلافِ اسلام کوشش اس حلف کے بھی مخالف ہے جسے پاکستان کا ہر صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیئرمین سینٹ، صوبائی گورنرز اور جملہ اراکین اسمبلی وسینٹ اپنے عہدہ کے آغاز میں اُٹھاتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے شیڈول 3 میں اس حلف کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''میں حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں اسلامی نظریہ کے تحفظ کی ضرور بھرپور جدوجہد کروں گا جو کہ قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے۔''

قابلِ غور امر یہ ہے کہ قرآن وسنت سے صریح متصادم ایسی قانون سازیوں کے بعد مملکت کے ان اہم ترین عہدوں پر فائز حضرات کیا اپنے حلف سے منحرف تو نہیں ہوگئے؟ کیا ایسے بل کو منظور کرکے اُنہوں نے دستورِ پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب تو نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر، قرآن وسنت کے فیصلوں کو نہ ماننے والے اللہ کے واضح فرمان کے مطابق کیا دائرۂ اسلام سے ہی خارج تو نہیں ہوگئے؟ ان سوالات کا جواب قوم کو خود تلاش کرنا چاہئے!

(9) حدود اللہ کی برتری کی یہ دفعہ محض تبرک یا تقدس کے حصول کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کی عملاً ضرورت تھی جس کے خاتمے کیلئے یہ سنگین اقدام کیا گیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے

تحفظِ خواتین بل میں اقدامِ زنا، سرِعام فحاشی، بوس وکنار اور برہنہ کرنا وغیرہ کی سزائیں بھی منسوخ کردی گئی ہیں۔ نہ معلوم اِس سے عورتوں کو تحفظ دیا جارہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جارہی ہے

شق یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کو ختم کردیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ حدِ زنا آرڈیننس 1979ء کی شق نمبر 3 کے ذریعے ان قوانین کو دیگر تمام قوانین پر برتری دی گئی تھی جسے حالیہ بل کی ترمیم نمبر ۱۲ نے منسوخ کردیا ہے۔ یہ منسوخی اسلام سے کھلا انحراف ہے کیونکہ قرآن کا واضح حکم ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: 45)

''اے نبیؐ! تیرے رب کی قسم، یہ لوگ کبھی بھی ایمان والے نہیں بن سکتے حتیٰ کہ آپ کے فیصلوں کو دل وجان سے تسلیم نہ کرلیں، پھر ان کے دلوں میں اس پر کوئی خلش باقی نہ رہ جائے جو آپ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور یہ اس کو صمیم قلب سے تسلیم کریں۔''

مذکورہ بالا منسوخی دستورِ پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہ ترمیم دستورِ پاکستان 1973ء کی شق نمبر 227/اے سے بھی متصادم ہے جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ

''تمام موجودہ قوانین کو اسلام کے احکام...... جیسے کہ وہ قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول میں بیان ہوئے ہیں...... کے مطابق بنایا جائے گا۔ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے، ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام سے متصادم ہو۔''

کتاب وسنت پر مبنی قوانین کی برتری کے خاتمہ کی مذموم تحفظِ خواتین بل کے بعد زنا کے بارے میں بیک وقت تین ضوابط وجود میں آگئے ہیں:

1۔ 'زنا بالجبر' سزا: موت یا 25 برس قید (بحوالہ ترمیم نمبر 5)
2۔ 'زنا' سزا: 5 سال قید (بحوالہ ترمیم نمبر 7 و 9 کا جدول 8)

یہ دونوں قوانین مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں رکھے گئے ہیں اور تیسرا حدود آرڈیننس میں:

۳۔ 'زنا' پر بظاہر شرعی سزائیں، شادی شدہ کو سنگساری اور کنوارے کو 100 کوڑے+جلاوطنی (حدود آرڈیننس کی دفعہ نمبر 5 کو بحال رکھنے کی بنا پر)

آیئے غور کریں کہ ایک ہی جرم (یعنی 'زنا') کے لئے تین سزائیں رکھنے سے مقصد کیا ہے؟ اس کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے شرعی سزائیں منسوخ نہیں کیں اور زنا کی 5 سال سزا کا دعویٰ کرنے والوں کو جھٹلایا جائے کہ ایسا نہیں بلکہ اس کی تو شرعی سزا موجود ہے۔ اسی لئے زنا کی نئی وضع کردہ سزا (5 سال قید) کو عمداً چھپا دیا گیا ہے اور پورے بل میں اس کا سراغ محض ترمیم 9 کے جدول ہشتم کے ذریعے ملتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے یہ تینوں جرائم دراصل ایک ہی جرم کی تین صورتیں ہیں۔ 'زنا بالجبر' کے نام پر زنا کی بعض صورتوں کو شرعی سزاؤں سے نکال لینا خلافِ اسلام ہے۔ پھر 'زنا' کی تعریف ''غیر منکوحہ سے رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرنا'' سے مراد دراصل زنا بالرضا ہے جس کی سزا پانچ سال قید ہے۔ اب زنا کی تیسری یعنی شرعی سزا کو معطل رکھنے کے لئے حدود آرڈیننس کی برتری کی شق منسوخ کردی گئی ہے جس کے بعد زنا کی شرعی سزا

کی حیثیت محض نمائشی رہ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک ہی جرم پر سزاؤں میں یہ تفاوت متضاد قانون سازی کو بھی جنم دے رہا ہے' لہٰذا قابل استرداد ہے۔ مثال کے طور پر تعزیراتِ پاکستان میں مندرج زنا (بالرضا) کی رو سے شادی شدہ مرد کے زنا کی سزا محض 5 سال قید ہے جبکہ حدود آرڈیننس کی رو سے اس کی سزا سنگساری ہے۔ دونوں سزاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اب عملاً زنا کی سزا حدود آرڈیننس کی بجائے تعزیراتِ پاکستان کے مطابق ہی ہوگی، البتہ دکھانے کے لئے شرعی سزا بھی حدود آرڈیننس میں موجود رہے گی لیکن اس کی برتر حیثیت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے جس کے بعد ایک جرم کے بارے میں دو مختلف نوعیت کے قوانین سامنے آگئے ہیں۔ اب قانون دان حلقے اپنی ذہنی وابستگی، تربیت اور علمی صلاحیت کی بنا پر تعزیراتِ پاکستان کو ہی اختیار کریں گے اور پورا نظام اور عدالتوں کی پریکٹس بھی اسی کو تحفظ دے گی اور جاری رکھے گی۔

مذکورہ بالا تمام ترامیم کو درست بھی کر دیا جائے تب بھی تحفظِ خواتین بل میں قانون کے اجرا کے طریقہ کار میں ایسے مسائل پیدا کر دیے گئے ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہوگئی ہے

بعض حضرات کے نزدیک اگر حدود قوانین کی برتری برقرار رکھی جائے تو اس سے اسلام دوست جج حضرات کے لئے شرعی سزا دینا ممکن ہو جاتا ہے، لیکن یہ محض سادہ لوحی ہے کیونکہ اس مضمون کے آخر میں 'قانون کے اجرا کے طریقہ کار' پر اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرعی سزا کے اجرا کے ضمن میں بھی ایسی قانون سازی عمل میں لائی جا چکی ہے کہ عملاً حد کی شرعی سزا دینا کسی صورت ممکن نہیں رہتا۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیے!

(10) جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ حدود اللہ میں کوئی ترمیم وتخفیف یا معافی نہیں دے سکتا۔ اسی لئے حد زنا آرڈیننس **1979**ء کی دفعہ **20** کی شق **5** کے ذریعے حدود آرڈیننس میں درج جرائم کو ضابطہ فوجداری کے ان جرائم سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا جن میں صوبائی حکومت، صدر یا کرسی اقتدار پر موجود شخص معافی دے سکتا ہے۔ لیکن حالیہ تحفظِ خواتین بل کی ترمیم نمبر **18** کے ذریعے حدود آرڈیننس کی اس شق کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی ملزم قانونی گنجائشوں کی اس قدر لمبی چوڑی تفصیلات کے باوجود اس قدر 'بدقسمت' ہے کہ اسے حدود اللہ کے تحت سزا سنا ہی دی گئی ہے تو زیادہ پریشانی کی بات نہیں، کیونکہ عام جرائم کی طرح اس کی سزا کو کوئی بھی مجاز اتھارٹی معاف کر سکتی ہے۔ ایک طرف حدود اللہ میں ترمیم کا نبی ﷺ کو بھی اختیار نہیں تو دوسری طرف آپ کا ایک ادنیٰ اُمتی بے دھڑک آپ سے بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس بات کو خلافِ اسلام سمجھنے یا قرار دینے کے لئے کسی گہری سمجھ بوجھ کی ضرورت نہیں!

یہ تو حدود اللہ کی معافی کی بات ہے، اگر معاملہ زنا بالجبر کا ہے جو پہلے ہی تعزیراتِ پاکستان میں شامل کیا جا چکا ہے تو وہاں آئین پاکستان کی شق **45** کے تحت صدر کو سزا میں ترمیم یا معطلی اور معافی کی کھلی گنجائش موجود ہے۔ غور کریں کہ اس سے زنا بالجبر کی سزا میں اضافہ کیا جا رہا ہے یا اس میں تخفیف ہو رہی ہے کہ اس کے مجرم کو معافی ملنے کا امکان پیدا کر دیا گیا ہے۔

(11) تحفظِ خواتین بل **2006**ء کی ترمیم نمبر **8** ملاحظہ فرمائیے:

(203/الف) ''عدالت کا افسر صدارت کنندہ فوری طور پر مستغیث اور جرم کے لئے ضروری دخول کے فعل کے کم از کم چار چشم دید مسلمان بالغ مرد گواہوں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔''

اسلام کی رو سے فعل زنا کے گواہ مستغیث کے علاوہ چار نہیں ہوتے بلکہ اس کو شامل کر کے چار ہیں جبکہ اس بل کے بعد پانچ گواہوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے۔ مزید برآں اسلام کی رو سے زنا کی سزا محض زانی یا زانیہ کے اعتراف پر بھی دی جا سکتی ہے لیکن نئے مسودۂ قانون میں اس کو سرے سے نکال ہی دیا گیا ہے، یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے۔ دورِ نبوی میں کئی سزائیں گناہگاروں کے محض ذاتی اعتراف پر دی گئیں، ایسی صورت میں مزید کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی صریحاً خلافِ اسلام ہیں۔

اب ایک نظر اُن ترامیم پر بھی جو حدِ قذف آرڈیننس میں کی گئی ہیں:

(12) قذف آرڈیننس **1979**ء کی دفعہ نمبر **14** لِعان کے طریق کار کے بارے میں ہے جس کی شق نمبر **3** کی رو سے لعان کی کاروائی کو معطل کرنے والے مرد کو سزائے قید تجویز کی گئی ہے۔ اب تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر **25** نے اس شق کو منسوخ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر شوہر بیوی پر لعان کی کاروائی شروع کر کے، اسے مکمل نہ کرے تو بیوی معلق رہے گی، نہ تو لعان کے ذریعے اپنی بے گناہی ثابت کروا سکے گی اور نہ ہی اپنا نکاح فسخ کرا سکے گی۔

اس بل سے ایک طرف خواتین کے تحفظ کی بجائے ان پر ظلم ہو رہا ہے تو دوسری طرف اسلام کے تصورِ لعان کو بھی معطل کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے ایسے شوہر کو جو بیوی پر الزامِ زنا لگائے اور لعان کی کاروائی شروع کر لے، تو اسے پابند کیا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو پھر شرعی ضابطہ پورا کرے۔ اب مرد عورتوں پر الزام تراشی کرتے رہیں گے، لیکن شرعی ضابطہ پورا نہیں کریں گے..... کیا ایسی صورت میں بیوی کو معلق رکھنے سے تحفظ حاصل ہوگا یا وہ عدم تحفظ کا شکار رہے گی۔ ویسے بھی یہ صورت شریعت اسلامیہ سے متصادم ہے۔

(13) لعان کے اسی قانون یعنی دفعہ **14** کی شق نمبر **4** کے الفاظ یہ ہیں کہ

''جو بیوی شوہر کے الزام کو سچ تسلیم کر لے تو اس پر زنا کی شرعی سزا جاری ہوگی۔''

لیکن تحفظ خواتین بل نے اس شق کو بھی منسوخ کر دیا ہے۔ اسلام کی رو سے اگر کوئی زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر حد کی سزا جاری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی' لیکن یہاں بیوی کے اعتراف کے باوجود اس پر حد کی زنا کو منسوخ کر دینا اسلام سے صریح روگردانی ہے۔

قانون کے اِجرا کا ناقابل عمل طریقہ کار

اگر مذکورہ بالا تمام ترامیم کو درست بھی کر دیا جائے تب بھی تحفظ خواتین بل میں قانون کے اجرا کے طریقہ کار میں ایسے مسائل پیدا کر دیے گئے ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہوگئی ہے، اس لئے یہ بل ناقابل اصلاح ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیے:

زیر نظر بل کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں مزید **9** جرائم (**365** ب، **367**/ الف، **371**/ الف و ب، **493،365**/الف، **496**/الف، ب، ج) کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ حدود آرڈیننس کے محض دو جرائم (زنا آرڈیننس کی دفعہ **5** اور قذف آرڈیننس کی دفعہ **7**) باقی رکھے گئے ہیں۔ اب جن جرائم کی سزا دینا مطلوب ہے، اُنہیں پولیس کے دائرۂ عمل میں رکھا گیا ہے اور وہ تعزیراتِ پاکستان کے جرائم ہیں۔ اور جن جرائم کی محض نمائش مقصود ہے، وہ تعزیراتِ پاکستان کے آخری دو جرم یعنی (**1**) زنا (پانچ سال قید) اور (**2**) زنا کا جھوٹا الزام (پانچ سال قید) اور حدود آرڈیننس کے دو جرم یعنی (**3**) زنا کی شرعی سزا اور (**4**) قذف کی شرعی سزا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی سزا دینے میں حکومت کو دلچسپی ہے کیونکہ عورت اس میں سزا سے مستثنیٰ ہے، اس لئے اس کو پولیس کی ذمہ داری میں رکھا گیا ہے اور اس کا مجرم مرد بلا وارنٹ گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔

(یہ تمام تفصیلات بل سے ہی ماخوذ ہیں)

اس تقسیم کا نتیجہ یہ ہے کہ معمولی جرائم مثلاً پتنگ بازی وغیرہ کی روک تھام وغیرہ تو پولیس کی ذمہ داری بنتی ہے لیکن زنا اور اس کا جھوٹا الزام دونوں پولیس یا ریاست کا دردِ سر نہیں۔ اگر کسی شخص کو ان جرائم پر تکلیف ہے تو وہ شکایت کنندہ بن کر عدالت کی فیسیں بھرے اور 'جرم کے خاتمے کے لئے' انصاف کا مطالبہ کرے۔ اندراجِ مقدمہ سے پہلے اپنی شکایت کو درست ثابت کرے اور اس کے لئے وکیل کی فیس بھی لائے۔ اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ تعزیراتِ پاکستان میں درج زنا کی سزا دلوانے کے لئے دو گواہ ہمراہ لائے اور حدود میں درج زنا کی سزا دلوانے کے لئے چار عینی گواہ مہیا کرے۔

اس مشقت جھیلنے پر بھی قانون ساز حضرات اس کے شکر گزار نہیں کہ اس نے معاشرے میں برائی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی اور مسلمان ہونے کے ناطے برائی کے خاتمہ کا شرعی فریضہ ادا کیا بلکہ ایسے مدعی کو ہراساں کرنے کے تمام انتظامات کر لئے گئے ہیں اور شکایت کو ناممکن بنانے کے بھی۔

عدالتوں کے اوقات محدود اور ان کا دائرہ کار میلوں تک وسیع ہے۔ شکایت کنندہ صبح ہونے پر، دفتری اوقات میں قریبی تھانے کی بجائے مجاز ضلعی عدالت میں حاضری دے، اس دوران

وقوعہ مکمل اور زنا کے مجرم فرار ہو چکے ہوں گے۔ واقعاتی اور بعض صورتوں میں طبی شہادتیں بھی ضائع ہو چکی ہوں گی، اسے چاہیے کہ وہ دو یا چار عینی گواہ سنبھال کر رکھے اور عدالت میں ان کی گواہیاں پیش کرے۔ لیکن گواہیوں کے باوجود سزا نہیں ہوگی کیونکہ وقوعہ کا اطمینان محض جج کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر جج مطمئن نہیں ہے تو ان شکایت کنندگان اور مدعیان پر 'فی الفور' تہمت کی سزا عائد کردی جائے، اس سلسلے میں قانون میں تاخیر کی کوئی اجازت نہیں۔ گویا قانون کی نظر میں تہمت کا جرم زنا سے بھی سنگین ہے!!

اگر جج وقوعہ پر مطمئن ہے تو زنا کے ان 'معصوم' مجرموں کے وارنٹ گرفتاری کی بجائے محض سمن بھیجنے پر اکتفا کیا جائے۔ عدالتی سمنوں کا جو حشر ملزمان کرتے ہیں، عدالت کو اس کی فکر نہیں، البتہ زنا بالجبر کے سلسلے میں ہدایت ہے کہ ملزم کے وارنٹ گرفتاری بھیجے جائیں۔ ملزمان کی حاضری یقینی بنانے کے لئے عدالت اس امر کی مجاز نہیں کہ ان سے مزید افراد کی ضمانت بھی حاصل کرے بلکہ عدالت کو ذاتی مچلکہ پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ اس دوران قانون کو ملزمان کی محرومی اور یاسیت کا بھی پورا احساس موجود ہے، اس لئے ملزمان کو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چاروں جرائم اوّلین 7 جرائم کے عین برعکس قابل ضمانت بھی ہیں۔ پھر اگر سزا ہو بھی جائے اور بدقسمت ملزم ان تمام حفاظتی اقدامات کے باوجود زنا کی 5 سالہ قید یا شرعی سزا پانے سے بچ نہ پائے تو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں، یہ تمام جرائم قابل معافی بھی ہیں۔ حکومت اور مجاز اتھارٹی جب چاہے سزا میں ترمیم یا ان کو معطل کرسکتی ہے۔

قانون سازی کا یہ انوکھا اُسلوب اور جرائم کے سلسلے میں یہ امتیاز ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ آخری چار جرائم میں بھی کئی امتیازات موجود ہیں۔ اوّلین 7 جرائم تو ہر تھانے میں، تعزیراتِ پاکستان کے دو جرائم مجسٹریٹ درجہ اوّل کے پاس، البتہ حدود آرڈیننس کے دو جرائم صرف سیشن عدالت میں ہی درج ہو سکتے ہیں۔ ترمیمی بل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حدود کے تحت چلنے والے سابقہ تمام مقدمات پر کارروائی روک دی جائے اور آخری چار جرائم میں کسی ایک جرم کی سزا کے تقاضے پورے نہ ہونے کی صورت میں کسی دوسرے جرم میں ملزم کو سزا دینا بھی غیر قانونی ہوگا، کیونکہ قانون کا ہدف آخر کار ان جرائم کی سزا کو نافذ کرنا نہیں بلکہ اُنہیں نمائش تک ہی محدود رکھنا ہے۔

یہ ہے 'روشن خیال بل' کی حقیقت!!

✿✿✿✿

تحفظ خواتین بل میں خلاف اسلام ترامیم کی فہرست

1) زنا کی شرعی سزا کو بدل کر 5 سال قید اور 10 ہزار روپے جرمانہ کرنا خلافِ اسلام ہے، کیونکہ حدود اللہ میں ترمیم و تخفیف کا اختیار اللہ تعالیٰ نے روئے کائنات میں کسی کو بھی نہیں دیا۔

2) زنا کی تہمت کی سزا 5 سال قید اور 10 ہزار روپے جرمانہ کرنا بھی حدود اللہ میں ترمیم ہے

3) 16 برس سے کم عمر لڑکی کے ہر زنا کو زنا بالجبر کا نام دیکر اس کو سزا سے مستثنیٰ کرنا خلافِ اسلام و قانون ہے۔

4) دفعہ 375 کی رو سے بیوی کی مرضی کے بغیر جماع کرنا زنا بالجبر قرار پاتا ہے جو صریحاً خلافِ اسلام ہے۔

5) زنا کی بعض صورتوں کو زنا بالجبر کا نام دے کر شرعی سزا سے نکال لینا اور تعزیر میں لے آنا خلافِ اسلام ہے۔

6) زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلافِ اسلام ہے۔

7) حدود آرڈیننس سے اقدامِ زنا یا مبادیاتِ زنا کی سزاؤں کی منسوخی غیر اسلامی ہے۔

8) حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کا خاتمہ اسلام سے بغاوت، دستور سے انحراف اور حلف سے غداری ہے۔

9) زنا کی شرعی سزا صرف نمائشی ہے، متوازی اور متضاد قانون سازی کے بعد اس پر عمل ہونا ممکن نہیں۔

10) شرعی سزاؤں میں کسی کو معافی کا اختیار نہیں، صوبائی حکومت اور صدر کا یہ اختیار حاصل کرنا غیر اسلامی ہے۔

11) زنا کے ثبوت کے لئے پانچ گواہ مقرر کرنا غیر اسلامی جبکہ ملزم کے اعتراف کو بھی نکال دینا غیر اسلامی ہے۔

12) لعان کی کاروائی مکمل نہ کرنے پر شوہر کی سزا کا خاتمہ بیوی کو معلق چھوڑ دیتا ہے، یہ امر غیر اسلامی ہے۔

13) ''لعان کی صورت میں بیوی کا اعتراف اس پر شرعی حد عائد کر دیتا ہے۔'' اس شق کا خاتمہ خلافِ اسلام ہے۔ ✿✿

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

لڑکا، عمر 24 سال سوفٹ ویئر انجینئر، ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازم جو دینی مزاج کا حامل ہے، کے لئے خوبصورت تعلیم یافتہ، دینی مزاج کی حامل 21,20 سالہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 042-6634170-6634171

(سہ پہر دو بجے کے بعد)

☆☆☆

لاہور میں رہائش پذیر بیٹی، مطلقہ، عمر 31 سال، تعلیم ایف۔ اے (شیخ فیملی) کے لیے دینی مزاج کا مناسب رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: فون (لاہور) 5162362

☆☆☆

بیٹی، عمر 19 سال، طالبہ بی اے فائنل اور رجوع الی القرآن کورس، دینی مزاج کی حامل کے لئے تعلیم یافتہ اور دینی مزاج کا رشتہ درکار ہے۔ والدین خود رجوع کریں۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0321-4473378

علماء کرام کی اپیل کا خیر مقدم

تنظیم اسلامی، پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور مشائخ عظام کی جانب سے گزشتہ روز ''نوائے وقت'' میں شائع شدہ اپیل کی بھرپور تائید اور خیر مقدم کرتی اور علماء و مشائخ کو مبارکباد پیش کرتی ہے کہ انہوں نے حکومت کے پیش کردہ نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کی اصل حقیقت کو بے نقاب کر کے اور اس کے ہولناک نتائج و عواقب سے پاکستان کے خواص و عوام کو آگاہ و خبردار کر کے نہ صرف مسلمانانِ پاکستان کی خیر خواہی کا حق ادا کیا ہے بلکہ نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کے لائے ہوئے ''دین حق'' کی حفاظت کا سامان بھی کیا ہے۔ فجز اھم اللہ احسن الجزا۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے یہ جید علماء کرام اور رہبرِ ملت، حکومتی سرپرستی میں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی ناپاک کوششوں کے پس پردہ فتنہ انکارِ حدیث اور استخفافِ سنتِ رسول ﷺ کی مکمل بیخ کنی کی خاطر مل جل کر اپنا دینی فریضہ بھی بھرپور طور پر ادا کریں گے، اور اسلام دشمن عالمی طاقتوں کے مذموم عزائم کو ناپاک بنا کر مملکتِ خداداد پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کی حفاظت اور اپنے اسلاف کی شاندار روایات کو زندہ کرنے کے موجب بنیں گے۔

من جانب: تنظیم اسلامی، امیر: حافظ عاکف سعید

تحفظ نسواں بل کی منظوری سے چند دن پہلے علماء کرام کی جانب سے روزنامہ نوائے وقت میں ''حکومت سے اپیل'' پر مبنی اشتہار کی تائید میں تنظیم اسلامی کی جانب سے اخبارات میں شائع کئے گئے اشتہار کا عکس

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 43

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

تحفظِ حقوقِ نسواں بل

ایک نظر میں

ابوعبدالمعز

حدود ترمیمی بل کے حوالے سے تنظیم اسلامی کے رفیق ابوعبدالمعز نے "قانون تحفظ نسواں: ایک تحقیقی جائزہ" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھ کر ہمیں ارسال کیا۔ ندائے خلافت کی اشاعت خصوصی میں دیگر اہل علم کے فکر انگیز مضامین بھی شامل ہیں۔ بنابریں پرچے کے چھوٹے سائز کی بنا پر یہ پورا مضمون شائع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اِسے ان شاء اللہ ماہنامہ میثاق میں شائع کر دیا جائے گا' البتہ مضمون نگار نے مضمون کے آخر میں اِس کا خلاصہ بھی دیا ہے۔ اُسے نذر قارئین کیا جا رہا ہے (ادارہ)

- ☆ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک ہے' اِس لیے امر اور حکم کا حق صرف اُسی کو ہے۔
- ☆ اللہ کے فراہم کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنا فسق' ظلم اور کفر ہے جبکہ اللہ کے دیئے گئے قانون میں ترمیم و تحریف' تغیر و تبدل' اور اُس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال گردانا اور اُس کے حلال کردہ اُمور کو حرام قرار دینا' اللہ کے اختیار کو چیلنج کرنے اور شرک کے مترادف ہے۔
- ☆ اسلام میں زنا کی حرمت کا مقصد نسل انسانی اور عصمت و عفت کا تحفظ ہے لہٰذا زنا ایک قبیح جرم ہے۔ اُسے بے حیائی اور بُری راہ قرار دیا گیا ہے۔
- ☆ حد زنا آرڈیننس میں "شادی و نکاح" کی تعریف کی منسوخی' بعد میں کئی قسم کی قانونی پیچیدگیوں کو جنم دے گی۔
- ☆ "حد زنا و حد قذف آرڈیننس" کی بالاتر قانونی حیثیت کو ختم کر کے اُنہیں عام قوانین کی فہرست میں لا کھڑا کیا گیا ہے۔
- ☆ "زنا بالجبر" کے لئے حدود اللہ یعنی رجم اور سو کوڑوں کی سزاؤں کو معطل کر دینا' سراسر خلافِ قرآن و سنت ہے۔
- ☆ "زنا بالجبر" کے جرم کا اطلاق صرف مردوں تک محدود کر کے' ایک امتیازی قانون وضع کیا گیا ہے' جو خلاف شریعت ہے۔
- ☆ اسلامی قانون معاشرت میں کسی شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ' اُس کی مرضی یا رضامندی کے بغیر جنسی عمل جرم نہیں' جس کو "زنا بالجبر" سے تعبیر کر کے اللہ کے حلال کردہ اُمور کو حرام قرار دینے کی سعی کی گئی ہے۔
- ☆ اسلامی قانون کے مطابق کسی شوہر کا اپنی سولہ سالہ یا اِس سے کم عمر بیوی سے جنسی تعلق' خواہ اِس کی مرضی اِس میں شامل ہو یا نہ ہو' جائز ہے' جسے نئے قانون کے تحت زنا بالجبر سے تعبیر کیا گیا ہے' جو کہ صریحاً خلاف اسلام ہے۔
- ☆ سولہ سال سے کم عمر لڑکیوں' عورتوں کے "ارتکاب زنا بالرضا" کو نہ ہی جرم موجب حد گردانا گیا ہے نہ ہی لائق تعزیر' جو کہ نہ صرف قرآن و سنت کے خلاف ہے بلکہ یہ بے شمار معاشرتی مسائل کا موجب بن سکتا ہے۔
- ☆ کنوارے' زنا بالجبر کے مجرموں کے لئے "سزائے موت" خلاف قرآن و سنت ہے۔
- ☆ ارتکاب زنا کرنے والے کم سن ملزموں' بالخصوص خاتون ملزموں کے لئے کسی قانون کی غیر موجودگی' اِس فعل شنیع کی ترویج کا باعث بنے گی۔
- ☆ "زنا بالجبر" کے لیے اسلامی قانون و معیار شہادت سے انحراف بھی خلاف قرآن و سنت ہے۔
- ☆ زنا "بالرضا" کے لئے حدود اللہ کے بجائے محض تعزیری سزاؤں کا نفاذ' شریعت الٰہی سے صریح روگردانی ہے۔
- ☆ "زنا بالرضا" کے جرم کو قابل ضمانت اور ناقابل دست اندازی سرکار بنا کر' مجرموں کو سہولت دینے کی کوشش کی گئی نہ کہ خواتین کے حقوق کا تحفظ۔
- ☆ استغاثہ کے اندراج کا طریقہ "جرم زنا و قذف" دونوں کے لیے انتہائی مشکل کر کے حصول انصاف تک رسائی کے ذرائع کو محدود کیا گیا ہے۔
- ☆ اعتراف جرم کی صورت میں بھی تعزیرات پاکستان کے تحت "زنا بالرضا" کو جرم موجب حد' قرار نہ دینا خلاف شریعت ہے۔
- ☆ ضابطہ فوجداری کے باب 29 کا اطلاق حدود قوانین پر کر لینا حدود اللہ کی برتری اور فوقیت کے مترادف ہے کیونکہ ایک مرتبہ جب "جرم موجب حد" ثابت ہو جائے اور اِس کی سزا لاگو کر دی جائے تو اِس میں تخفیف یا تبدیلی کا اختیار کسی کے پاس نہیں رہتا' جبکہ ترمیم شدہ صورت میں یہ اختیار صدر مملکت و صوبائی حکومت کو دیا گیا ہے۔ یہ امر عدلیہ کی آزادی پر قدغن اور قانون کے سامنے برابری کے اُصول سے متصادم ہے۔
- ☆ "لعان" کے طریقِ کار کے دوران عورت کے اعتراف جرم پر حد زنا کے نفاذ کی شق کو منسوخ کرنا' خلاف قرآن و سنت ہے۔
- ☆ "لعان" کے طریق کار سے شوہر کے انکار کی صورت میں عورت کے معلق رہنے کا اندیشہ رہتا ہے' اور اِس صورت میں تادیبی کارروائی کی شق کی منسوخی اسلامی قوانین کی روح سے متصادم ہے۔

پس چه باید کرد

- ☆ عوام اور علماء کے درمیان' قرآن کی بنیاد پر ارتباط بڑھانے اور عوام میں اسلامی شعور بیدار کرنے کی ضرورت کو اہمیت دی جائے اور علماء اور عوام کے درمیان فاصلے کو مٹانے کی عملی کوششیں کی جائیں۔
- ☆ قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کی کے بارے میں شعور اُجاگر کیا جائے۔
- ☆ اسلام کو بطور مکمل نظام حیات اُجاگر کیا جائے۔
- ☆ سیاسی وابستگیوں سے اور فروعی مسائل سے بالاتر ہو کر اتحاد بین المسلمین کی عملی مساعی کی جائیں۔
- ☆ اسلام کے "حدود قوانین" کی حفاظت کے لیے نہ صرف فکری بلکہ عملی جدوجہد کی جائے' اور موجودہ حکمرانوں کو اِس بات پر مجبور کیا جائے کہ مذکورہ قانون کی تمام خلاف اسلام دفعات کو منسوخ قرار دے۔
- ☆ قانونی لحاظ سے "تحفظ خواتین کا قانون" آئین کی اجتماعی سکیم' اس کے اسلامی طرز اور اِس کی دفعہ 227 سے متصادم ہے' اِس کو مناسب عدالتی فورمز پر چیلنج کیا جائے۔
- ☆ خلاف اسلام قانون سازی کے خلاف حتی الامکان اِس امر کی قانونی و عملی جدوجہد کی جائے کہ قرآن و سنت کو اِس ملک کا سپریم قانون قرار دیا جائے۔
- ☆ اللہ سے اپنے گناہوں پر استغفار کیا جائے اور اِسلام کے لیے عملی جدوجہد کی تیاری کے ساتھ ساتھ' بھرپور دُعا اور خاص طور پر قیام اللیل کا اہتمام کیا جائے۔
- ☆ انفرادی زندگی میں مکمل اسلام پر کاربند رہا جائے۔
- ☆ ملک اور عالم اسلام میں مکمل اسلامی نظام حیات کے لئے اجتماعی مساعی کو تیز تر کیا جائے۔ دعوت رجوع الی اللہ کو بھرپور طریقے سے فروغ دیا جائے۔